برکتِ رزق

تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

فراخی لانے والی ۲۰ مستند اسلامی نصیحتیں
رزق بڑھانے کے ۳ بہترین اصول
حصولِ برکت کے لئے ۱۵ آزمودہ چیزیں

مؤلف
مصطفیٰ عبداللہ مصطفیٰ الشیخ

ترجمہ و تحقیق
ابوطلحہ محمد اظہار الحسن محمود

برکتِ رزق

تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

فراخی لانے والی ۲۰ مستند اسلامی نصیحتیں
رزق بڑھانے کے ۳ بہترین اصول
حصولِ برکت کے لئے ۱۵ آزمودہ چیزیں

مؤلف

مصطفیٰ عبد اللہ مصطفیٰ الشیخ

ترجمہ و تحقیق

ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود
(فاضل وفاق المدارس)

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور پاکستان فون: ۰۴۲-۳۷۱۲۲۹۸۱،۳۷۲۱۲۷۶۲

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

مسلمان ہونے کی حیثیت سے کوئی بھی شخص قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تاہم سہواً جو اغلاط ہو گئی ہوں ان کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا گیا ہے۔
انسان، انسان ہے، اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کوئی غلطی یا خامی آپ کی نظر سے گزرے تو
ہمیں اطلاع کریں تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔
ادارہ آپ کے تعاون کے لیے انتہائی ممنون ہوگا۔

سلسلہ مطبوعات: 393

2014ء

محمد شاہد عادل

نے زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار، لاہور سے شائع کی

فہرست

ساتویں نصیحت:

آٹھویں نصیحت:

نویں نصیحت:

دسویں نصیحت:

گیارھویں نصیحت:

بارھویں نصیحت:

تیرھویں نصیحت:

چودھویں نصیحت:

پندرھویں نصیحت:

سولھویں نصیحت:

سترھویں نصیحت:

اٹھارھویں نصیحت:

انیسویں نصیحت:

بیسیویں نصیحت:

☆☆☆

انتساب

ہر ایسے ذہین اور عزتِ نفس رکھنے والے شخص کے نام!

جو اپنے اِفلاس کے باوجود!

اپنے قرابت دار کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو بھی برا جانتا ہے!

اور اپنی پیاری زندگی کے لئے کچھ کر گزرنا چاہتا ہے!

لیکن اللہ ربُّ العالمین کے علاوہ!

کسی اور کا محتاج بھی نہیں ہونا چاہتا۔

میں یہ انتہائی قیمتی نبوی نصیحتیں اس کے لئے ہدیہ کرتا ہوں۔

مصطفیٰ عبد اللہ مصطفیٰ الشیخ

الریاض، مکۃ المکرمہ

انتساب

خادم رسول، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام!!!

جنہیں اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک روز برکت کی دعا سے نوازا اور ربِّ کریم نے ان کے لئے ہر طرح کی برکتوں کے دروازے وا کردیے......اور

پیارے آقا کے اس پیارے شاگرد کے نام!!!

جو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی آقا دنیا نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے آپ نے اسے ایک عمل بتایا جسے اس نے اپنا حرزِ جاں بنالیا پھر اس کے پاس خوشحالی یوں آئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ہم نے تھوڑے ہی عرصے بعد اسے دوسرے لوگوں میں مال وزر بانٹتے دیکھا۔

اور

ہر ایسے امتی کے نام جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ان مبارک ارشادات کے ذریعے برکتِ رزق لانے اور فقر مٹانے کی سعیٔ مشکور چاہتا ہے۔

ابو طلحہ

خادم مرکزی جامع مسجد بلاک نمبرا

جوھر آباد ضلع خوشاب

0300-6077954

رائے گرامی

یادگارِ اسلاف، قدوۃ الصالحین
حضرت مولانا قاری قیام الدین الحسینی صاحب دامت فیوضہم
مدیر: ادارہ اشرفیہ فیض القرآن پنڈ دادنخان، جہلم

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

اِس کارخانۂ قدرت میں ہم اَن گنت متضاد حقیقتیں اور صفات دیکھ رہے ہیں جو نہ تو بیک وقت اپنے حاملین میں جمع ہوتی ہیں نہ ہی مرتفع ہونا قبول کرتی ہیں انسانیت ان میں اس طرح گھری ہوئی ہے کہ ان کے دائرہ سے خروج نہیں کر سکتی۔ نور و ظلمت، لیل و نہار، حرارت و برودت، شادی و غمی، قوت و ضعف، صحت و مرض، ذہانت و غباوت، بلندی و پستی، عزت و ذلت، علم و جہل، قدرت و عجز، حُسن و قبح، ہدایت و ضلالت اور ایمان و کفر جیسے متضاد حقائق و عناصر قدرتِ الٰہیہ کا مظہر اور اس کی صفتِ خَلق کا حیرت انگیز کرشمہ ہیں اور حضرت انسان کے لئے سامانِ عبرت ہیں بس عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم کی نعمت سے بہرہ وَر ہونا شرط ہے۔

یہ تمام محکم نظام بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے فعل الحکیم لا یخلو من الحکمۃ یہ نظام باری تعالیٰ کے مُنعم و مُعطی ہونے کا یقین بخشتا ہے اور فکرِ آخرت والوں کے لئے شکر و صبر والے عمدہ اوصاف کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ نہ صرف یہی اس کے علاوہ بھی خیر و

بھلائی کے بہت سے پہلو اپنے اندر رکھتا ہے عقولِ انسانیہ اس سارے سسٹم کے آگے دم بخود ہیں۔ انہیں متضاد اشیاء میں سے فقر اور غِنا بھی ہیں۔ جو شخص جس حال میں ہے منشاءِ الٰہی اسی کا متقاضی ہے کسی کو بھی مجالِ دم زَدنی نہیں۔ حالتِ غنا ہو یا فقر کسی حال میں بھی اگر اپنے خالق ومالک، مُنعم ومولائے حقیقی سے نظر ہٹ جائے تو غنی تمرّد و سرکشی اور فقیر یاس وقُنوط اور سُوءِ ظن کے گرداب میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور اپنی آخرت بھی برباد کر بیٹھتا ہے۔

اسی لئے رُوحِ جہان، سیّدِ انس وجان، رحمۃٌ للعالمین، مرادُ المشتاقین ﷺ نے ہمہ طبقات سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو سنبھالا دیا اور آوارگی سے بچایا اور ایسی روح پرور، تسکین بخش اور ایمان افروز ہدایات وتعلیمات سے نوازا کہ ان کی گھنی چھاؤں میں زندگی بسر کرنے والا کسی بھی طبقۂ زندگی سے وابستہ شخص امیر ہو یا غریب، غنی ہو یا فقیر اپنے حال میں مست اپنے کو جنّت [illegible]میدوار تصور کرتا ہے۔

دینی تعلیمات [illegible]ظر ہوں تو کوئی بڑے سے بڑا مالدار وتونگر کبر وغرور اور انتہائی دُکھیا فقیر وخانہ بدوش یاس وقنوط کا شکار نہیں ہو سکتا۔ عصرِ حاضر میں دینِ اسلام سے دُوری اور مادہ پرستی دیکھنے میں آرہی ہے، دینی فکر کا فقدان ہے اور حُصولِ منصب اور سیم وزر کو ہی مقصدِ حیات سمجھ لیا گیا ہے۔ متمولِ وسرمایہ دار طبقہ...... تعیّش وخرمستیوں اور فقر وفاقہ میں مبتلا طبقہ...... یاس وقنوط کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض فقر وفاقہ اور غربت وافلاس کا مُداوا خود سوزی وخودکشی اور اہل وعیال کُشی کے مذموم وحرام فعل کے ذریعہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

؎ بریں عقل ودانش بباید گریست

بہر حال اس زبوں حالی اور نازک صورتِ حال میں تو عوام النّاس اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآنی تعلیمات اور نبوی ارشادات سے آگاہ کرنے کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

اطمینان بخش پہلو یہ ہے کہ دینی درد رکھنے والے عُلماءِ کرام اور مُسلمانوں کی اصلاح کے جذبہ سے سرشار حضرات عصری ضرورتوں کو بھانپ کر بروقت اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور تعلیم و تربیت سے غافل نہیں رہے۔ فاقہ زدہ اور فقر و غربت کے شکار لوگوں کی ڈھارس بندھانے اور اس بنیاد پر پیش آنے والے خطرات و مفاسد سے حفاظت کے لئے مَردانِ خدا میدان میں اترتے رہے ہیں۔

عرب علماء میں سے ریاض (سعودیہ عربیہ) کے مصطفیٰ عبداللہ مصطفیٰ الشیخ نے عربی زبان میں ﴿الفقرُ المُرّ﴾ نام سے ایک کتاب تالیف کی اور آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور اکابرِ اسلام کے اقوال کی روشنی میں فقر و فاقہ کی مُرارت و تلخی کا حل پیش کیا ہے اہمیت کے پیشِ نظر اسے اُردو کا لباس پہنانے کی ضرورت تھی تاکہ اُردو دان طبقہ بھی اس سے استفادہ کرے اور اپنے مالک و مولیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے مبارک طریقوں کے ذریعے اس کے دُکھوں اور پریشانیوں کا ازالہ ہو اور یوں اسے سکھ کا سانس لینا نصیب ہو۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سعادت میرے کرم فرما برادر، زینتِ مسندِ خطابت، اُسوۃُ الصُّلَحاء حضرت مولانا اظہار الحسن محمود زید مجدہم کے لئے مقدر تھی۔ عربی کتاب اردو کے حسین لباس سے آراستہ ہو کر قارئین کے سامنے جلوہ نُما ہے۔ ترجمہ اپنی عمدگی اور سلیس ہونے کے اعتبار سے مجھ جیسے طالبِ علم کی مدح سرائی سے بالاتر ہے پڑھنے والوں کو خود اس کا اندازہ ہو جائے گا۔

ع عطر آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطّار بگوید

پیشِ نظر کتاب میں مؤلف نے مُختلف عنوانات کے تحت قرآن و سُنت اور ماہرینِ اسلام کے زرّیں اقوال سے اغنیاء و فقراء دونوں طبقوں کے لئے زرّیں اصول اور

قیمتی ہدایات بڑے سلیقہ سے نقل فرمائی ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک انسانی معاشرہ محبت و ہمدردی اور امن و امان کا حقیقی معنوں میں گہوارہ بنتا ہے اور دونوں طبقے ایک دوسرے کے لئے مر مٹنے کے جذبات کے حامل ہو جاتے ہیں۔ اغنیاء و متمول حضرات کو بتایا جارہا ہے کہ جب باری تعالیٰ نے تمہیں خوشحالی و کشادہ دستی عطا کی ہے تو اس سے متعلق ضروری حقوق بھی تم پر لازم کئے ہیں جنہیں پورا کرنے سے جہاں حقِ شکر ادا ہوگا وہاں صدقات و خیرات کی صورت میں تمہارے اِنفاق سے نادار طبقہ کی ضروریات پوری ہوں گی اور وہ شکر گزار ہو کر تمہاری خوشحالی و ترقی کے لیے دعائیں دے گا۔

اس کے ساتھ رحمۃٌ لِلعالمین ﷺ نے اغنیاء کی تربیت کرتے ہوئے آگاہ فرمایا کہ فقراء و غُرباء، معذور و مجبور اور بے کس لوگوں کی ناقدری کبھی نہ کرنا اور ان کی نفرت کو دلوں میں جگہ نہ دینا تمہیں تو دراصل رزق اِن کمزور و ضَعیف لوگوں کے سبب ہی دیا جاتا ہے۔ ﴿اِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ﴾ غناء و فقر کی یہ قدرتی تقسیم نہ ہوتی تو تمہارے صدقات و خیرات کا مصرف کیا ہوتا اور اِنفاق فی سبیل اللہ سے رفعِ درجات اور اجر و ثواب کہاں ہوتا اور جب یہ غناء و تونگری اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اگر تم نے بے ضابطگی اور ناشکری کی تو یہ نعمت چِھن بھی سکتی ہے، سوچو تو پھر تمہارا کیا بنے گا؟

دوسری طرف آقا علیہ السلام نے فقر و غربت والے طبقہ کو اپنے فقرِ اختیاری کا منظر دکھا کر اس طرح دِلاسا دیا کہ دیکھو اَرض و سماء کے مالک کی طرف سے سیم و زَر اور مالداری کی پیش کش کے باوجود میرا فقر پر راضی رہنا تمہارے لئے سامانِ عبرت ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ یہ میری پسندیدہ صفت ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ تمہاری حالت تمہارے نبی مکرم ﷺ کے حال کے مشابہ ہے اور اس اعتبار سے بھی تم میرے رنگ میں رنگے ہوئے ہو۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ﴿یَا بِلَالُ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ الْفَقْرَ﴾ فرماتے ہوئے اغنیاء کو یہ حقیقت سمجھادی کہ اِنفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں فقیری کا کوئی خطرہ نہیں۔ دوسرے مقام پر ﴿وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ﴾ ارشاد فرمایا کر دونوں طبقوں کو فہمائش کی کہ تم جسے فقر وغربت اور مالداری اور تونگری خیال کرتے ہو وہ تو ایک عُرفی اور ظاہری چیز اور دھوکہ کا سامان ہے ﴿وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ جب تک قلب کو غنا حاصل نہ ہو اور باطن سیر چشم نہ ہو اس وقت تک دنیا کا بڑے سے بڑا مالدار اور سرمایہ دار بھی نادار و فقیر ہے۔ پس تم اپنے خالق و مولائے حقیقی سے قلبی غناء و سیر چشمی کی حقیقی دولت مندی کی بھیک مانگو اور پھر میری طرح فقیری میں بادشاہی کے مزے لو۔ حقیقی دولت مندی جسے حاصل ہو وہ پھٹے پرانے بوریئے پر لیٹ کر، نانِ جویں کھا کر، موٹا کھردرا پہن کر بھی بادشاہ ہے بلکہ بادشاہانِ دنیا کے لیے قابلِ رشک ہے۔

ہاں اے اغنیاء و فقراء! اُمراء و غرباء! تم خوشحالی اور قلبی سکون کے سچے طلبگار ہو تو وہ اعمالِ صالحہ اور اَدعیہ اپناؤ جنہیں رزق کے حصول اور ترقی و بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ بنایا ہے۔ اور ان گناہوں سے بچنے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کر ڈالو جو رزق کے چھن جانے، رزق میں کمی اور بے برکتی کا سبب ہیں اور فقر و فاقہ کا رُخ انسان کی طرف پھیرتے ہیں۔ پس رزق کی فراوانی و برکت والے اعمال نہ کرکے اور فقر و فاقہ اور افلاس لانے والے معاصی اور گناہ کر کے انسان اپنی شقاوت و بربادی کو خود دعوت دیتا ہے اور گناہوں میں اسی طرح پوری آلودگی، اور آئندہ کے لئے ترکِ معاصی کا عہد نہ کر کے، غفلت اور اپنے مولیٰ سے لاپرواہی اختیار کر کے، پاکیزگیٔ باطن اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔

عربی کتاب کے اختتام پر مترجم نے بھی اپنے مطالعہ اور معلومات و تجربات کے

حوالہ سے فراخیٔ رزق کے لئے چند اُصول بڑے احسن انداز میں پیش کر کے قارئین کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور انکی اصلاح و بہتری کا سامان فراہم کیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی، اگر اس پہلو کا اظہار نہ کروں کہ مترجم کتاب کا مجھ جیسے ابجد خواں طالب علم کو اپنی اس وقیع کاوش پر تقریظ و تصدیق کے لئے فرمانا خورد نوازی اور حوصلہ افزائی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم، راقم السطور تو سچی بات ہے طالب علم کہلانے کا بھی استحقاق نہیں رکھتا۔

مولانا کے قلم سے اس سے قبل بھی کئی کتب اور تراجم طبع ہو کہ اہلِ علم و فضل سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ باری تعالیٰ ان کی تمام مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور مؤلف و مترجم اور اس فقیر کی بھی مغفرت و نجات کا ذریعہ بنائے۔

امین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین

مولانا محمد وآلہ وصحبہ ومن تبعہم بالاحسان الی یوم الدین

کتبہ قیام الدین الحسینی

مدیر ادارہ اشرفیہ فیض القرآن

پنڈدادن خان (جہلم)

رائے گرامی

مخدوم و مکرم، حضرت اقدس مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین خانقاہ کندیاں شریف

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾

اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دونگا۔ [سورہ ابراہیم: ۷]

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اپنی دنیاوی زندگی گزارنے میں دنیا کے اسباب، مال و متاع کا محتاج ہے، ہر آدمی اس بارے میں چاہتا ہے اور کوشاں ہے کہ میرے پاس مال و متاع کی فراوانی ہونا چاہئے چنانچہ یہ اس کے حصول کے لئے ہر ممکن سبب کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ادھر ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حصولِ مال کے اسباب، اسبابِ ظاہری ہیں حقیقی نہیں۔ مثلاً دو دکاندار ایک بازار میں ایک مارکیٹ میں ایک جنس کا کاروبار کرتے ہیں۔ دونوں کے دکان کھولنے اور بند کرنے کا وقت بھی ایک ہے لیکن ایک کے پاس گاہکوں کا رش رہتا ہے اور دوسرا گاہکوں کی راہ تکتا رہتا ہے حالانکہ اسبابِ ظاہری دونوں کے پاس برابر ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حصولِ مال کا حقیقی سبب امرِ الٰہی ہے اور اس پر رزق کے بڑھنے

اور گھٹنے کا مدار ہے۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کی بندگی و طاعت میں لگا رہتا ہے اور اس کا شکر گزار بندہ بن کے رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ رزق کی فراوانی کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ اور اگر انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت سے مُنہ موڑتا ہے اور اسکی ناشکری کرتا ہے تو اس کی طرف سے رزق میں تنگی اور بے برکتی کا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:......

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾

''جو میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے اس کے لئے معیشت تنگ ہو جاتی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے تنگ دست ہونے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو بہت دخل ہے۔

زیر نظر کتاب ﴿برکتِ رزق﴾ میں ان اسباب کو بیان کیا گیا ہے جن کو اختیار کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور ان افعال کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کے ارتکاب سے رزق میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے۔ اور سمجھانا یہ مقصود ہے کہ ان اسباب کو اختیار کیا جائے اور عمل میں لایا جائے جن سے برکت ہی برکت ہوتی ہے اور ان اسباب سے کنارہ کش رہے اور دُور رہے جن سے بے برکتی ہوتی ہے اور مصائب و مشکلات اُترتی ہیں۔

یہ کتاب ترجمہ ہے ایک عربی کتاب کا...... جس کا نام ﴿اَلْفَقْرُ الْمُرّ﴾ ہے جو تصنیفِ لطیف ہے الشیخ الموقر مصطفیٰ عبد اللہ مصطفیٰ الشیخ کی۔ چونکہ عربی میں تھی جس سے استفادہ اُردو دان طبقے کے لئے بہت مشکل تھا۔ ضرورت تھی اس امر کی کہ اس کا آسان اور عام فہم ترجمہ کر دیا جائے تاکہ ہر آدمی اس سے نفع اُٹھا سکے۔ ماشاء اللہ حضرت مولانا ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود زید مجدہٗ نے اس اہم تقاضا کو احسن انداز میں پورا فرمایا اور

صاف شفاف ترجمہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فاضلِ مؤلف و مترجم کو جزائے خیر دے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب سے بھرپور نفع اُٹھایا جائے اور اپنی پریشانیوں سے نجات حاصل کی جائے۔ اس لئے فقیر ہر خاص و عام کو مشورہ دیتا ہے کہ اس کتاب کو ضرور اپنے عمل میں لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے، ہم سب کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین و خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

والسّلام

فقیر ابو السعد خلیل احمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ، کندیاں

رازِ دل

ایک روز مجھے کسی دوست نے چند عربی کتابیں ہدیہ کیں ان میں سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض کی معروف شخصیت ﴿مصطفیٰ عبد اللہ مصطفیٰ الشیخ﴾ کی ﴿الفقر المر﴾ نامی ایک کتاب بھی تھی جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کتاب کا ترجمہ کیا جائے تا کہ ہمارا اُردو دان طبقہ بھی اس سے استفادہ کر سکے۔ اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے بتایا گیا ہے کہ فقر کتنا کڑوا ہے اور غربی کا جام کس قدر تلخ ہوا کرتا ہے۔ مذکورہ کتاب میں بیس انتہائی بیش قیمت نبوی نصائح، حُسنِ ترتیب کے ساتھ پیش کی گئی ہیں...... میرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ یقیناً اِن سے مفلسی کا خاتمہ ہو جائے گا ہاں اگر اللہ کی اٹل تقدیر میں کسی شخص کا حالتِ غربت میں ہی دَم توڑنا مقدر ہو چکا ہے تو وہ الگ بات ہے۔

قارئین! اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ انسان پر اس تھوڑی سی زندگی میں بہت سے حالات آتے ہیں ...... نشیب و فراز کا ایک سلسلہ اس کے آخری سانس تک جاری رہتا ہے۔ غربت کی ٹھوکریں بھی زندگی کے انہی نشیب و فراز کا حصہ ہوتی ہیں ان حالات میں آدمی اِفلاس کے شکنجے میں بڑی بے بسی سے جکڑا جاتا ہے۔ کبھی تو ایسے حالات آجاتے ہیں کہ اپنے قریبی رشتہ دار بھی چھوڑ جاتے ہیں بسا اوقات تو شیطان بندے کو اس قدر مایوس کر دیتا ہے کہ آدمی اپنی زندگی تلف کر دینے کا سوچنے لگتا ہے

ایسے میں نفس اور شیطان بندے کو جرائم کی بھٹی میں جھونک دیتے ہیں کچھ لوگ منشیات کے چکر میں پڑ کر زندگی کے غموں سے چھٹکارا پانے کی بے کار تدبیروں میں مصروف ہو جاتے ہیں تجربہ شاہد ہے کہ ایسی سب شکلیں بربادی کو ہی جنم دیتی ہیں ایسے میں کوئی ہاتھ پکڑنے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا بھی نہ ہو تو بھوک اور افلاس، مایوسی اور بد دِلی، لوگوں کی حقارت اور دھتکار سے بندہ اس قدر افسردہ اور مضمحل ہو جاتا ہے کہ اپنے رب سے بھی تعلق توڑ بیٹھتا ہے اور شیطان یوں بے راہ کر دیتا ہے کہ دین و شریعت سب چیزیں بے مقصد اور بے وزن نظر آنے لگتی ہیں۔

معزز قارئین!

ایسا اِفلاس زدہ اور غربت کا مارا شخص اگر آپ کی نظر میں ہو تو خدارا اسے چند لمحے اپنے پاس بٹھا کر اور کچھ نہ دے سکیں تو زندگی کے ایک سانس کا حوصلہ تو دے ہی دیں اسے درج ذیل چند باتیں اس انداز سے سمجھائیں کہ اس کے دل میں ان باتوں کا کچھ نور و شعور اتر ہی جائے بلاشبہ یہ آپ کی بڑی خدمت ہوگی اور اس پر بہت بڑا احسان ہوگا یا اتنا کیجئے کہ اس کی رسائی اس کتاب تک کروا دیجئے۔ میں اپنے رب کی قدرتوں پر یقین رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ...... اس پر عمل کے سبب رب تعالیٰ اس کی ضرور دست گیری فرمائے گا کیونکہ یہ کوئی اقتصادی ماہرین کی مفید تجاویز نہیں بلکہ یہ تو اللہ کے پیامبر، دنیا کے سب سے بڑے خیر خواہ، امت کے حق میں سب سے زیادہ شفیق ہستی کی وحی کے نور سے آراستہ وہ باتیں ہیں جن کے بارے میں اہلِ ایمان کا یقین ہے پہاڑ تو اپنا وجود کھو سکتے ہیں، آسمان کے ستارے زمین پر گر سکتے ہیں، کائنات کی ہر ایک چیز اپنا وصف چھوڑ سکتی ہے یہ سب مانا جا سکتا ہے مگر مکہ کے صادق و امین پیغمبر کے مبارک لبوں سے وحی کی روشنی میں نکلی ہوئی بات کبھی خطا اور خلافِ واقعہ نہیں ہو سکتی۔

مانا کہ غربی کا گھاؤ بہت گہرا ہوتا ہے مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ غریبوں کے غم خوار آقا کس طرح غریبوں کا درد بانٹتے نظر آتے ہیں ......۔

اے دوست اس چمن سے ایسے گلوں کو چُن
ہر شخص داد دے ترے انتخاب کی

☆......رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تھے اور آپ پر عید الاضحیٰ کے روز قربانی کرنے کا حکم آیا تو آپ دو جانور منگواتے ہیں ایک اپنی جانب سے قربان کرتے ہیں اور دوسرا جانور اس نیت سے ذبح فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میری امت کے اُن لوگوں کی جانب سے یہ قبول فرما جنہیں قربانی کرنے کی استطاعت حاصل نہیں۔ [جامع ترمذی، کتاب الاضاحی] اس سے یہ بات واضح طور معلوم ہوتی ہے کہ آپ ایسے امتیوں کے بارے میں کتنے مشفقانہ جذبات و احساسات رکھتے تھے اور انہیں اپنی خوشیوں میں کیسے شریک فرمایا کرتے تھے۔

☆......مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے ہمارے کریم آقا ﷺ گزر رہے تھے کہ ایک بچی روتی ہوئی نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو بچی نے بتایا کہ گھر والوں نے اسے پیسے دے کر آٹا خریدنے کے لئے بازار بھیجا تھا وہ اس سے گم ہو گئے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے اسے اپنے پاس سے آٹا دلوا دیا۔ لیکن وہ پھر بھی چُپ نہ ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے آنسو پوچھتے ہوئے دوبارہ رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو اس نے بتایا گھر والے مجھ سے ناراض ہوں گے کہ دیر سے آئی ہے۔ آپ ﷺ نے مزید شفقتِ و محبّت فرمائی اور اس کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اسے معاف کروا کے واپس لوٹے۔ [علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ ﷺ صفحہ: ۱۳]

☆......غریبوں کے سچے بہی خواہ، حضرت محمد مصطفٰے ﷺ فرماتے ہیں ایک بار

اللہ کریم نے مجھ سے فرمایا اگر آپ چاہیں تو سرزمینِ بطحا کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جائے تو آپ نے جواب دیا: اے میرے رب! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں، بھوک کی حالت میں تیرے سامنے عاجزی بجالاؤں اور تیری خوب عبادت کروں اور جب شکم سیر ہوں تو مصروفِ حمد و ثنا ہو جاؤں۔

[جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب: ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ]

☆......مکہ مکرمہ میں رسولِ رحمت ﷺ کو تین سال کے لئے شعبِ ابی طالب میں محصور کر دیا گیا ایسے میں فاقوں پہ فاقے آئے۔ اہلِ مکہ نے آپ سے مکمل بائیکاٹ رکھا جس کے نتیجے میں کوئی بھی چیز آپ ﷺ اور آپ کے ہمراہیوں تک نہ پہنچ پاتی تھی سامانِ خورونوش کی آمد بالکل بند ہو گئی باہر سے قافلے جو غلہ وغیرہ سامان لے آتے تو مشرکین کی کوشش ہوتی کہ لپک کر پہلے ہی خرید لیں کہیں اس گھاٹی کے محصورین کے ہاتھ کوئی چیز نہ لگ جائے۔

اس دوران بھوک کے جو حالات آپ اور آپ کے رُفقاء پر گزرے آج کے غربت زدہ لوگوں کو اس کا عشرِ عشیر بھی نہ پہنچا ہوگا فاقہ اور بھوک سے وہاں موجود بلکتے بچوں کی آوازیں گھاٹی کے باہر دور تک سنائی دیتیں درختوں کے پتے چھال اور چمڑا چبا کر وہ لوگ گزارا کرتے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم الحدیث:۴۸۵] آج کے غرباء اور مفلس لوگ اس کو پڑھیں گے تو انہیں بھی تسلی ہوگی کہ ان کے محبوب آقا ﷺ اپنی امت کے لیے کس قدر ستائے گئے مگر آپ نے یہ سارے حالات خندہ پیشانی سے قبول کر لئے۔

☆......رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے خلفاء کا بھی یہی حال رہا کہ اپنے نمونۂ عمل سے غرباء کی دل جوئی کرتے رہے اور انہی جیسا طرزِ عمل رکھا آسائشوں اور راحتوں

کے سامان سے دور اور بے خبر رہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر کھانے کے ساتھ حلوہ رکھا گیا آپ بیت المال سے اپنے گھر کے لئے چونکہ بہت محتاط خرچ لیتے تھے جس سے بمشکل گزر بسر ہوتی تھی آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا بتایا گیا کہ روزانہ کے خرچ سے چند روز کچھ بچالیا گیا جس سے آج یہ میٹھا بنالیا ہے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا بچایا جاتا ہے وہ اضافی ہے لہٰذا اس قدر کم کر دیا تاکہ امت کے غرباء اور عام طبقے سے امیر المؤمنین کا خرچ اور گزران زیادہ نہ ہو۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اپنے عالی قدر فرزند حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے پر مدعو کئے گئے۔ دسترخوان پر سالن اور زیتون کا تیل یا چربی دیکھی تو فرمایا جس دسترخوان پر دو سالن موجود ہوں اس پر مُسلمانوں کا یہ خادم نہیں کھاسکتا۔ سالن کے ساتھ یا صرف زیتون کے تیل میں ڈبو کر بھی تو کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ آپ ہر وقت رعایا کے عام افراد یا ان سے بھی کم تر درجے میں رہنا پسند فرماتے تھے۔ [کنز العمال ۲/۱۴۶]

☆...... سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ جنہیں اللہ کریم نے اس قدر مال و دولت سے نواز رکھا تھا کہ غنی آپ کے نام کا حصہ اور پہچان بن گیا۔ اس سب کے باوجود آپ اپنے دورِ خلافت میں رعایا کے عام افراد جیسا طرزِ زندگی اختیار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبد الملک بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن ممبر پر اس حال میں دیکھا کہ آپ کے بدن پر عدنی موٹا تہبند تھا جس کی قیمت بہ مشکل چار، پانچ درہم ہوگی اور ایک معمولی سی گیروے رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں نے مسجد میں قیلولہ (دوپہر کی نیند) کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہم نے خود سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کے دورِ خلافت میں مسجد میں قیلولہ کرتے

دیکھا ہے آپ جب اٹھتے تو کنکریوں کے نشان آپ کے پہلو پر ہوتے تھے۔ لوگ دوسروں کو بتاتے کہ یہ امیر المؤمنین ہیں۔ [اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ ۱/۶۰] شرحبیل بن مُسلم فرماتے ہیں اپنے عہدِ خلافت میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کی تو ضیافت فرماتے لیکن خود گھر جا کر انتہائی سادگی سے سرکہ اور روغن زیتون سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

[اخرجہ احمد، وکذا فی صفۃ الصفوۃ ۱/۱۱۶]

☆...... سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اپنے غلام کے ساتھ بازار میں جاتے ہیں اور کپڑے کے ایک تاجر کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ایک سوٹ میرے لئے اور ایک میرے اس غلام کے لئے مہیا کرو۔ اس نے ایک اعلیٰ اور دوسرا عام سا سوٹ نکال کر سامنے رکھتے ہوئے کہا یہ آپ کے لئے ہے اور یہ آپ کے غلام کے لئے۔ آپ نے اعلیٰ سوٹ اٹھا کر اپنے غلام کو زیبِ تن کرنے کو کہا اور دوسرا عام سوٹ اپنے لیے رکھ لیا۔ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے یہ غریبوں کی ساتھ سچی ہمدردی کے واضح نقوش ہیں جو تاریخ اسلامی میں آج بھی جگمگا رہے ہیں اور امت کے غریبوں کا حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔

☆...... یہ غریبوں کے ہمدرد، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ گورنری میں بحرین کے ایک راستے پہ جا رہے ہیں سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا ہوا ہے اور راستے میں چند لوگوں کے کھڑے ہونے کے سبب کچھ تنگی پیش آ رہی ہے تو فرماتے ہیں بھئی ذرا ہٹ جاؤ اور اپنے گورنر کے لئے کچھ راستہ چھوڑ دو۔

☆...... یہ دیکھئے...... حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی چکی پیس رہی ہیں، پانی کا مشکیزہ بھر کے کندھے پر اٹھا کر لا رہی ہیں اس مشقت کے سبب بدن پر نشانات ثبت ہو گئے ہیں پھر ایک روز گھر کے لئے ایک خادم مانگنے جو اپنے شفیق ابا کے حضور گئیں تو آپ نے آخرت میں بلند درجے پانے

کے لیے تسبیحات بتادیں [جنہیں آج تک اسی وجہ سے تسبیحاتِ فاطمی کہا جاتا ہے۔] [صحیح بخاری، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب] اور اس غریبانہ طرزِ زندگی پر صبر کی تلقین فرما کر رخصت فرمادیا۔

☆ ...... یہ منظر بھی دیکھیے ...... سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کے ارد گرد فقراء و نادار صحابہ بیٹھے ہیں اور عرض کرتے ہیں: غریبوں کے غم گسار آقا! یہ مال دار لوگ ہم سے بہت آگے نکل گئے ہیں ہماری طرح نیک اعمال بھی کرتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ بہت سا مال بھی راہِ خدا میں خرچ کر کے خوب اجر کما لیتے ہیں اور ہمارے پاس تو مال و دولت ہے ہی نہیں ہم کیا کریں؟ کیسے ان کے برابر اجر کمائیں؟ آپ ﷺ انہیں تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں دیکھو! تم یہ تسبیحات پڑھ لیا کرو بس وہی تم سے آگے نکل پائے گا جو اس تسبیح کے پڑھنے میں آگے بڑھ جائے گا یہ خوشی خوشی گھروں کو لوٹتے ہیں اور دوسرے اعمال کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھنے لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ کچھ ہی دن بعد چپکے چپکے یہ لوگ پھر اپنے غمخوار آقا کے گرد جمع ہو کر عرض کرتے ہیں اب پھر وہ لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں انہیں اس عمل کی بھی خبر ہو گئی ہے دوسرے نیک اعمال کے ساتھ وہ یہ بھی پڑھنے لگ گئے ہیں اب حضور ﷺ پھر انہیں دلاسہ دے رہے ہیں۔ آپ کی زبان سے یہ آیت تلاوت ہوئی ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾۔

[صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: استحباب الذکر بعد الصلاۃ و بیان صفتہ]

ان مذکورہ بالا باتوں سے ہمارے اِس دور کے غرباء اور مفلسوں کو سبق اور حوصلہ لینا چاہیے اور بے کار باتیں سوچنے کی بجائے کوئی کارآمد اور بامقصد فکر یا نتیجہ اخذ کرنا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہاں تصویر کا ایک اور رُخ بھی ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ کہ دورِ نبوی اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اغنیاء اور اصحابِ ثروت بھی ایسے تھے کہ وہ غُرباء کا خاص خیال

رکھتے تھے اور صبح و شام اپنے اموال ناداروں میں بانٹتے اور خیرات کرتے دکھائی دیتے تھے۔ جہاں مذکورہ بالا واقعات سے غرباء کو سبق پانا ضروری ہے وہاں درجِ ذیل باتوں سے ہمارے دولت مند طبقہ کو بھی شعور کی چمک حاصل کرنا ازحد لازم ہے تاکہ معاشرے میں اعتدال اور توازن کی خوب صورتی برقرار رہے اور امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا دکھائی نہ دے۔

دلِ بے تاب کو یہ کہہ کے سنبھالا شبِ غم
ٹھہرو! اب صبح کے آثار نظر آتے ہیں

☆ ...... سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک بار سنا کہ اہلِ بیتِ رسول چار دن سے فقر و فاقہ میں ہیں آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فوراً گھر سے کھانے کا بہت سا سامان اور دراہم وغیرہ لا کر پیش کر دیئے اس پر حضور نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ [کنزالعمال ۶/ ۲۷۶]

☆ ...... مدینہ منورہ میں ایک دفعہ بہت شدید قحط آپڑا۔ عین انہی دنوں میں سیّدنا عُثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار غلہ لدے اونٹوں کا ایک تجارتی قافلہ آیا۔ جونہی تاجروں کو پتہ چلا وہ لپک کر آئے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بولیاں دے کر آپ سے وہ غلہ خریدنے پر مُصر ہوئے اس میں آپ کو بیش از بیش نفع حاصل ہو رہا تھا مگر آپ نے فرمایا تم جس قدر نفع دے کر مجھ سے خریدنا چاہ رہے ہو مجھے اس سے کہیں زیادہ نفع مل رہا ہے۔ سب نے حیران ہو کر پوچھا اس قدر نفع آپ کو کہاں سے مل رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کریم کی بارگاہ سے مجھے دس گنا زیادہ نفع مل رہا ہے سو میں اسی کے ہاتھ یہ سارا غلہ بیچتا ہوں اور دنیا کے نفع پر آخرت کے نفع کو ترجیح دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ سارا غلہ مدینہ کے فقراء میں بانٹ دیا یہاں تک کہ وہ ایک ہزار اونٹ بھی

لوگوں میں خیرات کر ڈالے۔

☆ ...... سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے مالدار ہونے کے ساتھ بے حد سخی بھی تھے اور غریبوں کی بے پناہ ہمدردی فرمایا کرتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر جب مسلمان عسرت اور تنگی کا شکار تھے اس وقت آپ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور نادار مسلمانوں کے لئے اس قدر بھاری رقوم پیش کیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "فیاض" کا لقب عطا فرمایا جو آپ کے لئے خاص اعزاز تھا۔ [اسد الغابہ ۲/۲۰]

☆ ......ایک بار آپ کی اہلیہ نے آپ کو کسی قدر فکر مند پایا۔ وجہ دریافت کی تو آپ نے بتایا: میرے پاس ایک خطیر رقم جمع ہو گئی ہے میں سوچ رہا ہوں اس کا کیا کروں اس پر کچھ پریشانی سی ہو رہی ہے۔ اہلیہ نے رائے دی: آپ اسے غرباء میں بانٹ کیوں نہیں دیتے؟ آپ کو یہ بات پسند آئی اور قریباً چار لاکھ درہم اسی وقت اپنی قوم کے فقراء میں بانٹ دیئے گئے۔ [طبقات ابن سعد ۳/۱۵۷]

☆ ...... حواریٔ رسول، سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، شجاعت و دلاوری میں جن کا لوہا مانا جاتا تھا آپ نے سیّدِ کائنات حضرت محمد ﷺ سے تجارت کے فضائل سن کر تجارت کا آغاز فرمایا اور اللہ کریم نے بے حساب مال و دولت عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس ایک ہزار غلام ہو گئے جو دن بھر کام کاج کرتے اور جو کچھ کما کر لاتے آپ اس میں سے گھر کچھ نہ رکھتے سبھی مال غریبوں، فقیروں، ناداروں اور بیواؤں میں خرچ فرما دیتے۔

[الاصابہ ۱/۲۶]

☆ ...... سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں آپ نے مدینہ طیبہ میں آکر تجارت شروع کی اور نبی کریم ﷺ کی دعا سے آپ کو اس میں بہت برکت نصیب ہوئی یہاں تک کہ آپ تھوڑے عرصے میں ہی

مدینہ طیبہ کے بڑے تاجروں میں شمار ہونے لگے۔ ایک موقعہ پر آپ کا ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے مدینہ طیبہ میں آیا جس میں سات سو اونٹ تھے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے توجہ دلانے پر سارا مال فقراءِ مدینہ میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ اونٹ اور اونٹوں کے کجاوے بھی خیرات کر دیئے۔ [مسند احمد، ۶/۱۱۵] انہیں یہ شرف بھی حاصل رہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد امہات المؤمنین کے گھروں کا سارا خرچ، زندگی بھر آپ بڑی فراخی سے چلاتے رہے۔

یہ چند اصحاب کے مبارک تذکرے اختصار کے پیش نظر لکھ پایا ہوں ورنہ......؎

ہر اک پھول بجائے خود اک گلشن ہے
میں کس کو ترک کروں کس کا انتخاب کروں

ان کے علاوہ کتنے ہی حضور ﷺ کے شاگرد، امت کی جلیل القدر ہستیاں ایسی تھیں جو کہ اپنا مال واسباب غرباء اور فقراء پر خرچ کرنا اپنی سعادت جانتی تھیں اللہ کرے یہ خُوئے مبارک ہمارے زمانے کے اغنیاء کو بھی نصیب ہو جائے تاکہ ہمارے تنگ دست مُسلمانوں کا کچھ بھلا ہو جائے۔؎

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے دیکھے نہ ہوں گے مگر ایسے بھی ہیں

والسّلام
دعاؤں کا طالب
ابو طلحہ
جوہر آباد
0300-6077954

تالیف کتاب کا سبب
سات حقائق

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علیٰ خاتم الانبیاء محمد و علیٰ آلہ

وصحبہ اجمعین اما بعد!

میری نظر میں برکت نہ ہونے اور تنگ دستی کی دو بنیادی وجوہات ہیں...... سب اسبابِ فقر اِن کے ذیل میں آجاتے ہیں ......

☆ رزق کی تنگی ...... مقدر کی وجہ سے

☆ نعمتیں مل جانے کے بعد چھن جانا...... حکم خداوندی کے ساتھ۔

ا۔ رزق کی تنگی

کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ایک بندۂ مسلم اپنے رب کی اطاعت میں کوتاہی کرے۔ چاہے وہ کوتاہی عبادات کے ضمن میں ہو جیسے توحید باری تعالی میں کوتاہی کرتے ہوئے شرکیہ اعمال بجالانا یا نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ احکام اسلام میں کوتاہی کرنا۔

یا اسلامی رویوں میں کوتاہی برتنا یعنی اعمال کو خوش دلی سے نہ کرنا۔ احکام کی بجا آوری میں سستی کرنا۔ چیزوں میں ملاوٹ کرنا، عہد شکنی کرنا اور جلد بازی سے کام لینا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

۲۔ زوالِ نعمت

زوالِ نعمت بھی اللہ رب العزت ہی کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ کہ بندے پر مالی یا جانی کوئی آفت و پریشانی، کوئی مرض و مُصیبت، بے بسی کی حالت آجانا حرص کا شکار ہونا، برکت مٹا دینے والی چیز سے واسطہ پڑ جانا، اولاد کا نافرمانی پر اتر آنا اور مالوں کا ضائع ہو جانا وغیرہ۔

میں نے خاصی سوچ و بچار کے بعد معلّمِ کائنات حضرت مُحمد ﷺ کی احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں بعض ایسی چیزیں تلاش کی ہیں جو کشائش رزق کا سبب بنتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آفات و بلیات اور مصائب کا دفعیہ بھی کرتی ہیں۔ میں نے انہیں آپ کے لئے بیس مفید نصیحتوں کی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ امیدِ واثق ہے کہ ان سے لکھنے اور پڑھنے والے سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ فائدہ پہنچائیں گے۔ یہ چیزیں جمع کرنے پر مجھے جن سات بڑے معاشی حقائق نے آمادہ کیا ہے اولاً وہ نذرِ قارئین کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی حقیقت

بلاشبہ فقر ایک ایسی آفت ہے جو برے حالات، قرض اور محرومی، مفلسی و محتاجی، بخل و طمع، قطع رحمی، احساس کمتری اور محکومی جیسی کئی چیزوں کو اپنے دامن میں لئے آگے بڑھتی ہے اور بہت سی بیماریوں اور جہالتوں کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

جیسا کہ اربابِ علم و دانش بتاتے ہیں کہ فقر صرف ایمان و عقیدہ کے لئے ہی خطرناک نہیں بلکہ یہ رویوں میں بھی تبدیلی لاتا ہے، اخلاق بھی بگاڑتا ہے، افکار کو بھی گندہ کرتا ہے اور اس سے صرف ایک گھرانہ ہی نہیں بلکہ

سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچادے۔[۱]

یہی نہیں بلکہ قرآن کریم ایک ہولناک تاریخی حقیقت بیان کرتا ہے کہ عرب کے معاشرے میں ایسے لوگ بھی تھے جو تنگدستی کی زد میں آکر اور کسی بڑے فقر کے خدشے سے اپنی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے[۲]۔ اور آج کے معاشرے میں بھی ہمارے ایسے مسلمان بھائی موجود ہیں جو تنگدستی کے جبر سے اپنی اولاد کو دوسروں کے ہاتھ بیچ رہے ہیں۔ اپنی عزتوں اور عصمتوں کا سودا کر رہے ہیں اور بڑے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ لوگ فقر و تنگدستی کے مارے اپنے ایمان بھی بیچ رہے ہیں۔

دوسری حقیقت

خود نبی کریم ﷺ کا فقر سے پناہ مانگنا اور اپنی امت کو یہ حکم دینا ہے کہ وہ بھی فقر و تنگدستی سے اللہ کے حضور پناہ چاہے۔ اس کے لئے آپ نے یہ دعا بھی سکھائی ہے......

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ[۳]

"اے اللہ! میں فقر سے، تنگ دستی اور ذلت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

نیز ارشاد فرمایا: "تم فقر اور تنگ دستی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔"[۴]

---

[۱] مشکلۃ الفقر و کیف عالجہا الاسلام، ص:۱۵

[۲] سورۃ الانعام:۱۵۱، سورۃ الاسراء:۳۱

[۳] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: فی الاستعاذۃ۔

[۴] سنن نسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب: الاستعاذۃ من الفقر

آپ کا ارشادِ پاک ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والے، صاحب غنا اور پوشیدہ رہنے والے بندے سے بہت محبّت فرماتا ہے۔"[1]

اس ارشادِ نبوی میں غِناء سے مراد دل اور مال کا غنا ہے اور خفی سے مراد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور ہمدردی کا برتاؤ کرنے والا شخص ہے جو دوسرے پس ماندہ لوگوں کا بھی ہمدرد ثابت ہو۔

تیسری حقیقت

اللہ کریم چونکہ بڑی وسعتوں والا رحمٰن و رحیم ہے، اس کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے اور ہر جاندار پر عام برستی ہے۔ اس نے اپنی مہربانی سے ہر بیماری کی کوئی دوا مقرر فرمائی ہے۔[2]

نیز فقر چونکہ ایسا شر ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جاتی ہے (جیسا کہ سطورِ بالا میں ہم اس کی صراحت کر چکے) تو اللہ تعالیٰ نے فقر کی دوا یعنی تنگدستی دور کرنے والے اسباب کو بھی بڑا سہل اور آسان بنا دیا ہے جنہیں اپنا کر فقیر آدمی غنی بن سکتا ہے جبکہ اس کے برعکس ایک غنی شخص ان کو پس پُشت ڈال کر فقر کا شکار ہو سکتا ہے ایسے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے کہ کتنے فقیر و قلاش لوگ بڑے صاحبِ وجاہت غنی بن گئے اور کتنے بد نصیب مالدار اپنا سب کچھ کھو کر تنگدستی کی کھائی میں گر پڑے۔ الامان والحفیظ

---

[1] صحیح مُسلم، کتاب الزہد

[2] صحیح مُسلم، کتاب السّلام، باب: لکل داء دواء واستحباب التداوی۔

چوتھی حقیقت

بلاشبہ فقر کے خاتمے کے بعد بندۂ مُسلم محتاجوں کی مدد، رشتہ داروں کے ساتھ بہترین صلہ رحمی اور اپنے زائد از ضرورت اموال سے دیگر افراد کی غم خواری کر سکتا ہے اور یہ عمل اللہ کا قرب دِلانے کا مضبوط ذریعہ اور بہترین نیکی ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والے کا ہاتھ اور نیچے والے ہاتھ سے سوالی کا ہاتھ مراد ہے۔[۱]

نیز فرمانِ نبوی ہے:

"بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے جیسا ہے یا شَب زندہ دار اور دن کے روزہ دار کی مانند ہے۔"[۲]

اب سطورِ بالا سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ آپ کی مالداری، آپ کی اور اہل و عیال کی عزتِ نفس کا سبب اور مُسلم معاشرے کی خوشحالی کا اہم ذریعہ ہے بالخصوص ایسے زمانہ میں جبکہ محتاجوں، مُصیبت زدہ لوگوں، پسماندہ اور جھکی کمر والے بے کسوں کی کثرت دکھائی دے رہی ہے۔

پانچویں حقیقت

یہ بھی اللہ کریم کی اپنے بندۂ مومن پر مہربانی ہے کہ وہ چیزیں جو فقر کے دفعیہ کا سبب ہیں ان میں اس نے اور بھی بہت سے فوائد رکھ چھوڑے ہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ان اسباب میں بہت سے کام اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور نیکی کے ہیں جو فقر کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب: لاصدقۃ الاعن ظھر غنی
[۲] صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب: فضل النفقۃ علی الاھل

کی عطا سے بڑا اجر و ثواب دلاتے ہیں مثلاً ان میں کریمانہ اخلاق بھی شامل ہیں جو کہ لوگوں کے دلوں میں باہم گہری محبّت پیدا کرتے ہیں۔ اور اللہ کے حکم سے یہ بہت سی دوسری مشکلات و آفات جو کہ ہر شخص کو ناپسند ہیں مثلاً مفلسی وغیرہ سے نجات دلاتے ہیں۔

پس جو شخص ان خیر خواہی کی باتوں کو پلے باندھ لیتا ہے اسے عِندَ اللہ اَجر سے نوازا جاتا ہے اور عِندَ النَّاس مدح و تعریف کی جاتی ہے اور اس کے بارے میں درگزر سے کام لیا جاتا ہے اور یوں ایک ہی وقت میں بہت سے فوائد کا حصول یقینی ہو جاتا ہے اور ربُّ العالمین کی جانب سے خوشحالی اور فراخی بڑھتی رہتی ہے۔

چھٹی حقیقت

برادرِ من! جان لے کہ!

اسلام ہی وہ دین ہے جس نے تیرے فقر کو دور کرنے کے لئے یہ اسباب مہیا کئے ہیں۔ یہی وہ رب العالمین کا دین کامل ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا اور چنا ہے اور اسی کے ساتھ ہمارے سلف صالحین کے حالات کو سنوارا ہے اور یہی وہ دین ہے جس کے سبب اللہ کریم ہر دور میں اپنے بندوں کے حالات سنوارتا اور بہتر بناتا ہے اور صبحِ قیامت تک سنوارتا رہے گا اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

پس ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ ہماری زندگی کی مشکلات کا بہترین حل وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے حالات کو بخوبی جاننے والے علیم و خبیر رَب کا بتلایا ہوا ہو۔

ساتویں یعنی آخری حقیقت

الٰہی تعلیمات کے حوالے سے بیان کی گئی ان قیمتی ہدایات اور نصیحتوں پر حُسنِ اِلتِزام، اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین، مضبوط اعتماد اور دینی تعلیمات کی قدردانی کی واضح دلیل ہے۔

بلاشبہ ان باتوں کو مان لینا اور یہ یقین کر لینا کہ ہماری تمام مشکلات کا شافی حل اسلامی تعلیمات میں موجود ہے اصلی اور حقیقی بات یہی ہے اور وہ فعل جو آپ کے دین و ایمان اور یقین کو روشنی بخشے وہ خود اپنی ذات میں ایک اچھی روش ہے نہ صرف آپ کے لئے بلکہ آپ کے اہل و عیال، قرابت داروں اور سب دوستوں کے لئے بھی۔

نیز یہ حدیث پاک تو یقیناً آپ کے علم میں ہوگی کہ ہمارے آقا رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اس کو اس کا اجر بھی ملے گا اور ہر اس شخص کے برابر اجر بھی ملے گا جس نے اس پر عمل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اُن عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔[1]

اگر آپ بنظرِ غائر دیکھیں تو یہی نتیجہ سامنے آئے گا۔ یہی حقیقت ہے اور اس کا فائدہ بہت زیادہ اور یقینی ہے۔

والسّلام
مصطفی عبداللہ مصطفی الشیخ
الریاض، مکۃ المکرمہ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب: من سن سنۃ حسنۃ

﴿بیس اہم مستند اسلامی نصیحتیں﴾

پہلی نصیحت:

اپنے تمام امور کا آغاز بسم اللہ سے کیجئے!

بسم اللہ کا معنی یہ ہے کہ میں اللہ تعالی کے نام سے ابتداء کرتا ہوں جو اللہ ہے سچا معبود ہے اور تمام تر عبادت کا اکیلا مستحق ہے اور رحمن و رحیم کا معنی یہ ہے بے شک وہ بہت عظیم اور انتہائی کشادہ رحمت والا ہے وہ رحمت جو ہر چیز سے وسیع اور ہر جاندار کو عام ہے۔

ہر کام کی ابتداء میں یاد رہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا سُنت اور بہت پسندیدہ عمل ہے خود رسالت مآب ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے اس کے پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے اور لوگوں کو اس کا شوق دلایا ہے۔

آپ کی حیاتِ طیبہ سے یہ عمل باقاعدہ ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ اپنے بستر مبارک پر آجاتے تو بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ پڑھتے[۱]۔ جب آپ ﷺ اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے تو بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ پڑھتے۔[۲]

جب آپ ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوتے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھتے۔[۳]

جب کھانا نبی کریم ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ بسم اللہ پڑھ کر ابتدا

---

[۱] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: مایقال عند النوم

[۲] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۴۷۰۸

[۳] صحیح بخاری، کتاب الوضو، باب: مایقال عند الخلاء۔

فرماتے[1] یہاں تک کہ دنیا کے آخری مرحلے میں بندہ کو جب قبر کی لحد میں اتارنے لگتے
تو بِسۡمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ کے الفاظ اپنی زبان سے ادا فرماتے تھے۔[2]
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو اللہ کے نام سے ابتداء کرے، اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر یوں پڑھ لے......
بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔[3]
حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنا لباس اتارنے لگے تو بسم اللہ پڑھ لیا کرے کہ اس سے انسانی شرمگاہ اور جنات کی نگاہوں کے درمیان ایک آڑ واقع ہو جاتی ہے۔''[4]
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے وضو کے آغاز میں اللہ کا نام نہیں لیا گویا اس کا وضو ہوا ہی نہیں۔''[5]

فرمان نبوی ہے:
''یوں مت کہو شیطان برباد ہو جائے۔ (یعنی اسے گالی دوگے تو وہ) اس سے اتنا موٹا ہو جاتا ہے کہ پورے گھر کی مانند پھیل جاتا ہے اور خوشی سے کہتا ہے میں نے اپنی طاقت سے اسے پچھاڑ دیا ہے اس کی بجائے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اگر تم نے یہ پڑھ لی تو اس سے وہ اس قدر چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کی مانند بن جاتا ہے۔''[6]

---

[1] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۴۷۶۸
[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی ادخال المیت القبر
[3] سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمہ، باب: التسمیۃ علی الطعام
[4] جامع ترمذی، کتاب الجمعہ، باب: ماذکر من التسمیۃ عند دخول الخلاء
[5] جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب: التسمیۃ عند الوضوء
[6] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: لایقال خبثت نفسی

آپ کا ارشاد مبارک ہے:

”رات کے وقت دروازے اللہ کا نام لے کر بند کر دیا کرو اس لئے کہ جو دروازہ نامِ اللہ کے ساتھ بند کیا جائے اسے شیطان بھی کھول نہیں سکتا۔“[۱]

بسم اللہ اور نزولِ برکت کا سبب؟

اس کی وجہ جیسا کہ ہم ابتداء میں ذکر کر چکے ہیں یہ نزول برکت کا سبب ہے۔ بُرے اثر کو روکتی اور شرور کے دفعیہ کی ضامن ہے نیز اس کے بارے میں ابن کثیر ﷺ نے نہایت عمدہ بات لکھی ہے کہ ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا اَمرِ شرعی ہے تاکہ اس کام میں برکت پڑ جائے، اس کے پورا ہونے کے لئے اللہ کی مدد شاملِ حال ہو جائے نیز وہ کام شرف قبول پا جائے[۲] اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہر وہ کام جس کی ابتداء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے نہ کی جائے تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے[۳] یعنی اس کی برکت اڑ جاتی ہے۔

ooo

---

[۱] مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۱۲۳۴

[۲] تفسیر ابن کثیر، ۱/۲۰

[۳] تفسیر ابن کثیر، ۱/۱۹

دوسری نصیحت:

کوئی جائز اور نفع بخش کام ضرور اختیار کیجئے!
﴿پورے یقین اور محنت کے ساتھ﴾

کوئی بھی نفع بخش کام انسان کو ضرور اختیار کرنا چاہئے لیکن اس سے پہلے براہِ کرم یہ ضرور سوچ لیجئے کہ وہ کوئی نیک کام ہو یا شرعی طور پر جائز ہو۔ ایسا کرنے سے آپ کو لوگوں کی جانب سے احترام اور عزت ملے گی اور دَر حقیقت انسان کا کسی کام میں لگنا ہی زندگی کی رونق ہے۔ اور داناؤں کا یہ قول بہت حد تک درست ہے کہ بے کار و بے مَصرف زندگی گزارنے والا تو انسانوں کے دائرہ سے ہی نکل جاتا ہے بلکہ ایک گوشے میں ساکت و جامد ہو کر وہ حیوانوں یا پھر مُردوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔[۱]

خود نبی کریم ﷺ نے زندگی بھر کوئی نہ کوئی کام جاری رکھا بچپن میں قبیلہ بنو سعد کے ہاں پھر مکہ مکرمہ میں بھی آپ ﷺ باقاعدہ بکریاں چراتے تھے بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا کے ہمراہ بغرض تجارت شام کا سفر بھی فرمایا۔

پندرہ برس کی عمر میں جنگ فجار میں اپنے چچاؤں کو تیر خود تیار کر کے مہیا فرماتے تھے[۲] غزوۂ خندق میں آپ ﷺ برابر مٹی اٹھاتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پیٹ اور بدن پر بھی گارا مٹی لگ گیا[۳] جب آپ گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج میں

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ، اہمیۃ النشاط واطراح الکسل ۸/۳۴۸۶ مطبوعہ: دارالوسیلہ للنشر والتوزیع، جدہ، السعودیہ

[۲] الرحیق المختوم، صفحہ: ۷۰

[۳] ایضاً، صفحہ: ۳۴۱

مسلسل ہاتھ بٹاتے اور شرکت فرماتے۔[1]

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: سب سے پاکیزہ روزی وہی ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کماتا ہے۔[2]

بہت سے اہل علم نے لکھا ہے کہ ہاتھ سے کمانا بے کار رہنے اور کھیل تماشے میں لگنے سے بچاؤ کا ایک بہت مؤثر ذریعہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس سے بندے کا غرور و تکبّر بھی ٹوٹتا ہے۔[3]

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ حالت جس میں موت آنا میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں یہ ہے کہ میں جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہوں یا پھر حلال کمانے میں[4] یہ فرمانے کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ[5]

"اور دوسرے کچھ لوگ زمین میں چل پھر کر اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرتے ہیں۔"

ایک خاص نکتہ:

یہ بات جان لینا از حد ضروری ہے کہ کوئی ہنر یا کام جو آپ پوری جانفشانی سے کر رہے ہیں رزق اس میں قطعاً نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ رزق آنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے در حقیقت رزق تو اللہ تبارک وتعالی کے ہاں سے ملتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب: کان یکون فی حاجۃ اہلہ

[2] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۵۵۴۶

[3] قالہ الحافظ ابن حجر، موسوعۃ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ۷/ ۳۰۱۱

[4] مشکلۃ الفقر، صفحہ: ۴۵

[5] سورہ مزمل: ۲۰

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ [۱]

"بلاشبہ اللہ وہی تو ہے رزق دینے والا بڑا زور آور۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا کوئی ظاہری سبب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

فرمان نبوی ہے:......

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ صَانِعُ كُلِّ صَانِعٍ وَصُنْعَتِهِ

"بے شک ہر ہُنر اور ہنر مند کو اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے۔"[۲]

یہ بھی جان لیجئے کہ وہ عمل جس سے اللہ کریم بندے کے فقر کو دور فرماتا ہے وہ کوئی بھی جائز اور نفع بخش کام ہو سکتا ہے چاہے وہ کام بہت چھوٹا سا اور بظاہر حقیر محسوس ہوتا ہو یا وہ کام بہت اعلیٰ پیمانے پر ہونے والا اور بظاہر رفیع الشان ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی وجہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ یہ کام (مثلاً دکان، زمین، ملازمت وغیرہ) رزق کا حقیقی مصدر نہیں ہیں صرف وسیلہ ہیں یعنی یہ رزق دیتے نہیں ہیں بلکہ رزق دیئے جانے کا ذریعہ بنتے ہیں، رزق تو اللہ کریم ہی عطا کرتا ہے۔

آپ اپنے معاصر اہل ثروت لوگوں میں سے بہت سوں کے حالات پر نظر دوڑائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کام کی ابتداء بڑے معمولی پیمانے سے کی۔ پھر رفتہ رفتہ ان کو اللہ تعالیٰ برکتوں سے نوازتا گیا ان کے مال بڑھتے گئے اور تجارت ثمر بار ہوتی گئی۔

---

[۱] سورۃ الذاریات:۵۸

[۲] جامع الاحادیث للسیوطی:۸/۶۸۷۶

اس ضمن میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ آدمی جس پیشے یا کام کو اپنائے اسے پوری محبّت اور لگن سے کرے۔ اس لئے کہ جو آدمی محبّت اور لگن کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہوگا وہی اس کو پوری باقاعدگی اور جانفشانی سے کرے گا صبح سویرے اس کو شروع کرے گا اور دن بھر پورے نشاط اور مستعدی سے اسے سرانجام دے گا...... اگر ایسا ہوا تب تو یہ امور اس کے لئے برکت، نفع اور کشادگیٔ رزق کا سبب بنیں گے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:......

بُوْرِكَ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا [1]

”میری امت کے لئے صبح کے وقت (یعنی دن کے ابتدائی حصہ) میں برکت رکھی گئی ہے۔“

دوسری جگہ رسولِ رحمت ﷺ کے اس سے ملتے جلتے دعائیہ الفاظ ہیں:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا [2]

”اے اللہ! میری امت کے لئے صبح سویرے کے اوقات میں برکت عطا فرما۔“

فرمان نبوی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمْ عَمَلًا اَنْ يُّتْقِنَهٗ [3]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام میں لگے تو اسے پورے وثوق سے کرے۔“

---

[1] جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۴۴۹۷۴

[2] المعجم الاوسط ۱/ ۲۹۸

[3] شعب الایمان للبیہقی ۴/ ۳۳۵، رقم الحدیث: ۵۳۱۴

کسی کام کاج میں لگنا برکت کا سبب کیسے بنے گا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کام اس کے لئے رزق حلال کا وسیلہ اور سبب ہے اور اہل علم نے رزقِ حلال کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس سے گفتگو میں شائستگی اور سب امور میں عمدگی آجاتی ہے۔

☆ عمر بڑھنے کا ذریعہ ہے۔

☆ مال میں زیادتی کا سبب ہے۔

☆ بیوی بچوں کو فرماں بردار بناتا ہے[۱] اور دعاؤں کی قبولیت کا ضامن ہے۔[۲]

اسی لئے رحمت دو عالم ﷺ فقر اور تنگ دست لوگوں کو بے کار بیٹھنے یا سوال کرنے کی بجائے یہ ارشاد فرماتے تھے کہ وہ کسی کام کو ذریعۂ رزق بنائیں تاکہ اللہ تعالی اسی میں برکت ڈال کر انہیں غنی فرمادے۔[۳]

اس لئے بھی کہ کوئی بھی کام یا ذریعۂ معاش سوال سے بچنے کا بنیادی سبب ہے اور آپ ﷺ نے سوال سے بچنے پر پاکیزہ روزی ملنے کی بات تاکیدی پیرائے میں بیان فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کتنا خوب صورت ہے:......

* جو شخص سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ اسے بچالیتا ہے۔
* جو شخص استغناء اختیار کرتا ہے اللہ اسے غنی کردیتا ہے۔
* اور جو شخص صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر عطا کردیتا ہے۔[۴]

---

[۱] موسوعہ نضرۃ النعیم ۲/۴۹۳

[۲] قالہ ابن کثیر فی تفسیرہ: الأکل الحلال سبب لتقبل الدعاء والعبادۃ، ۱/۲۰۴

[۳] اشارۃ الی حدیث سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب: ما تجوز فیہ المسألۃ

[۴] رواہ البخاری فی کتاب الزکاۃ، باب: الاستعفاف من المسألۃ

تیسری نصیحت:

صبح و شام کی نبوی دعاؤں کا بھرپور اہتمام!

یہ اوراد و اذکار آپ کے لیے ذریعۂ حفاظت ہیں جنہیں میں نے آپ کی دینی اور دنیاوی سلامتی کے لیے جمع کیا ہے۔ لٰہذا کیسی ہی مصروفیت آپ کو درپیش ہو یا سُست روی کا شکار ہوں کسی صورت میں بھی ہر روز صبح کے وقت یہ پڑھنا نہ بھولیں۔

☆ آیۃ الکرسی ۱ بار

☆ سورۃ اخلاص ۳ بار

☆ مُعَوَّذَتَین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ۳ بار

☆ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ ۳ بار

☆ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ۱۰۰ بار

☆ سُنت سے ثابت کوئی بھی درود شریف۔ ۱۰ بار

بروز جمعہ سورۃ کہف۔ ۱ بار

شام کے اذکار:

یہ اعمال اپنی ہر شام میں بھی پوری توجہ سے پڑھے جائیں یعنی نماز عصر کے بعد (مصنف نے شام سے مراد عصر کے بعد کا وقت لیا ہے جبکہ اکثر عُلماء و محدثین نے یوں لکھا ہے کہ صبح سے مراد بعد نماز فجر یا طلوع آفتاب کے بعد دن کا ابتدائی حصہ

ہے۔ جس میں یہ اوراد پڑھنے سے دن بھر حفاظت ہوتی ہے اور شام سے مراد رات کا ابتدائی حصہ یعنی نماز مغرب کے بعد کا وقت ہے اس وقت یہ سب کچھ پڑھنے سے رات بھر کی حفاظت ووِقایت ہوگی۔ [مترجم])

☆ آیۃ الکرسی ۱بار[1]

☆ سورۃ الاخلاص ۳بار

☆ مُعَوِّذَتَین ۳بار

☆ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات ۱بار

☆ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۳بار

☆ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳بار

☆ مسنون درود شریف۔ ۱۰بار

جب سونے کے لیے بستر پر جائیں تو اس وقت یہ بھی پڑھ لیں۔

☆ سبحان اللہ ۳۳بار

☆ الحمد للہ ۳۳بار

☆ اللہ اکبر ۳۴بار

اِن اَوراد و اَذکار سے برکت کیونکر حاصل ہوگی؟

یاد رکھیے کہ!

❁ ان چیزوں کے پڑھنے سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے

❁ شیطان دور بھاگتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا

- ہر طرح کا رنج و غم ان سے زائل ہوتا ہے۔
- دل کو تقویت ملتی ہے۔
- رزق کی کشادگی اور نعمتیں آتی ہیں۔
- نحوستیں دور ہوتی ہیں۔
- مصائب دور اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔
- دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے۔

اِن اَوراد کی حکمتیں اور فضائل:

آیۃ الکرسی، قرآن کریم کی سب آیات میں سب سے افضل و اعلیٰ آیت ہے اور توحیدِ اُلوہیت، توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اَسماء و صفات پر مشتمل ہے۔ نیز تمام خلائق پر اللہ تعالیٰ کی کامل بادشاہت، تمام مخلوقات کے بارے میں مُحیط علم اور وسیع سَلطنت، جلال و جبروت، بزرگی، عَظمت، کبریائی اور سب بندوں پر اس کی برتری کو آیۃ الکرسی ثابت کرتی ہے۔

سورۂ اِخلاص اور مُعوِّذَتَین کے بارے میں نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: جو بندۂ مومن صبح و شام انہیں تین بار پڑھ لیا کرے اس کے حق میں یہ ہر چیز کے لئے کافی ہو جائیں گی۔[۱]

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ...... دعا کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص ہر روز صبح و شام تین تین مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے اس کو کوئی چیز (موت کے علاوہ) ضرر نہیں پہنچا سکتی[۲]۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ جو شخص یہ دعا صبح پڑھ لے تو شام تک اور جو

---

[۱] جامع ترمذی، کتاب الدعوات

[۲] سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء

شام کو پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی اَمر اُسے پیش نہیں آئے گا۔[۱]

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ :ایسا کلمہ ہے کہ جو شخص دن میں اسے سو مرتبہ پڑھے تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔ اس کے لئے ۱۰۰ نیکیاں لکھی اور سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور یہ کلمہ اس شخص کے لئے دن بھر شیطان کی دسترس سے حفاظت کا ذریعہ ہو گا۔ اور اس پڑھنے والے سے بہتر اجر اس دن کسی کا نہیں ہو گا ہاں مگر اس شخص کا جو یہ کلمہ اس سے زیادہ لے کر آیا۔[۲]

سورۃ کہف کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ...... جو شخص بروز جمعہ سورۃ کہف پڑھے تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے لئے ایک نور روشن ہوتا ہے[۳]۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس پڑھنے والے سے لے کر بیت اللہ تک ایک نور روشن ہو جاتا ہے۔[۴]

اسی طرح سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت حدیث پاک میں اس طرح سے واقع ہے کہ جس نے رات کے وقت سورۃ بقرہ کی ان دو آیات کو پڑھ لیا یہ اسے کافی ہو جائیں گی[۵]۔

کافی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس پڑھنے والے سے ہر طرح کی بری اور ناپسندیدہ چیز کو دور کر دیں گی۔[۶]

---

[۱] سنن اَبو داؤد، کتاب الادب، باب: ما یقول اذا اصبح
[۲] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب: صفۃ ابلیس وجنودہ
[۳] تلخیص الحبیر، کتاب الجمعہ ۲/۱۷۵
[۴] سنن دارمی، فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ الکہف
[۵] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب: فضل سورۃ البقرۃ
[۶] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ۱۷/۱۱۳

نیز فرمان نبوی ہے...... مجھے سورۃ بقرہ کی یہ آخری دو آیات خزانہ عرش سے عطا کی گئیں ہیں جو کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ [۱]

اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ والی دعا کے بارے میں ارشاد رسول ﷺ ہے جس نے رات کے وقت یہ دعا تین بار پڑھ لی اس رات میں اسے سانپ کا ڈسنا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا[۲]۔

دوسری روایت میں بچھو کا تذکرہ ہے۔ [۳]

تسبیحات فاطمی کا سوتے وقت پڑھنا دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: کہ میں آپ کو خادم مل جانے سے بہتر چیز بتلاؤں؟ ۳۳بار سبحان اللہ، ۳۳بار الحمد للہ اور ۳۴بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ [۴]

جہاں تک نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا تعلق ہے منافع کے بڑھنے کے سلسلہ میں تو علامہ ابن قیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "جلاء الافہام" میں باقاعدہ عنوان دے کر چالیس فوائد ذکر فرمائے ہیں۔ بطور نمونہ چند درج کئے جاتے ہیں۔

- دعا سے قبل درود شریف پڑھنے سے قبولیت یقینی ہو جاتی ہے۔
- درود شریف گناہوں سے معافی کا قوی سبب ہے۔
- مشکلات میں درود شریف بکثرت پڑھنے سے اللہ کریم آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔

---

[۱] مسند احمد، مسند الانصار، رقم الحدیث: ۲۰۵۸۳

[۲] جامع صغیر۱/ ۱۱۳۸

[۳] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۱۳۲۴

[۴] جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ علیٰ محمد ﷺ خیر الانام، صفحہ: ۲۴۴

- قضاء حاجات میں بہت مفید ہے۔
- فقر و تنگدستی دور بھگانے کا بہترین ذریعہ ہے۔
- درود شریف پڑھنے والے کے کام میں، عمر میں اور اسباب خیر میں بہتری آتی ہے۔[۱]

مُستند حدیث پاک ہے: جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ کریم اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔[۲]

ooo

---

[۱] جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ علی محمد ﷺ خیر الانام، صفحہ: ۲۴۴
[۲] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب: الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد

چوتھی نصیحت:

صحت، حفاظت اور شفا کے لئے جائز ذرائع کا استعمال

اس بارے میں جن اہم نبوی احکام کو میں نے آپ کے لئے منتخب کیا ہے انہیں حُسنِ ترتیب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

اپنے کھانے پینے کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا کرو! نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: جب تم میں سے کوئی شخص کچھ کھانے پینے لگے تو بسم اللہ ضرور پڑھ لیا کرے[۱]۔ اور بسم اللہ سبب برکت ہے یہ سبھی جانتے ہیں۔

- جس مُسلمان کے بارے میں آپ کو علم ہو کہ وہ بیماری یا کسی پریشانی میں مبتلا ہے تو اس کے لئے دعا کرنا اپنے اوپر لازم کرلیں! کیونکہ حدیث پاک میں ہے: ایک مُسلمان بھائی کی دعا جو پیٹھ پیچھے دوسرے بھائی کے لئے کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ متعین ہوتا ہے جونہی یہ شخص اپنے اس مُسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتے ہوئے یہ دعا کرتا ہے کہ آپ کے حق میں بھی یہ دعا قبول ہو[۲]۔ پس یوں آپ کی دعا آپ کے بیمار بھائی کے لئے ذریعۂ شفا اور آپ کے حق میں سببِ عافیت بن جائے گی۔
- آپ کے اہل وعیال میں سے جب کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کے لئے یہ دعا سات

[۱] جامع ترمذی، کتاب الأطعمہ، باب: التسمیۃ علی الطعام

[۲] جامع الاحادیث ۱۲/ ۴۶۳، رقم: ۱۲۳۰۶

مرتبہ ضرور کیا کریں!

اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

''میں عظمتوں والے اللہ سے جو عرشِ اعظم کا رب ہے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جب ایک شخص کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ دعا اس پر پڑھ کر دم کرے اگر اس بیماری سے موت نہیں لکھی ہوئی تو وہ اس سے یقیناً صحت پا جائے گا[۱]۔ پس یوں آپ کی دعا سے آپ کے اہل وعیال اللہ کے حکم سے ضرور شفایاب ہو جائیں گے۔

❁ زم زم پیا کریں! فرمان نبوی ہے: زم زم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے[۲]۔ آپ کا ارشاد ہے: زم زم کھانے کے طور پر پیا جائے تو کھانے کا کام کرتا ہے اور بیماری کے لئے پیا جائے تو شفا حاصل ہوتی ہے۔[۳]

نیز آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: روئے زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زم زم ہے۔[۴]

❁ کھانا جب بھی کھائیں اپنے سامنے سے کھائیں، برتن کے درمیان سے نہ کھائیں! رحمتِ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے جب کھانا لگایا جائے تو برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ اپنے سامنے سے کھاؤ اس لئے کہ برکت کھانے کے وسط میں اترتی ہے۔[۵]

---

[۱] سنن ابو داود، کتاب الجنائز، باب: الدعاء للمریض عند العیادۃ

[۲] سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک

[۳] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۳۳۲۲

[۴] جامع الاحادیث، حرف الخاء، رقم الحدیث: ۱۲۱۴۱

[۵] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب: النہی عن الاکل من ذروۃ الثرید

یاد رہے کہ برکت کے لفظ میں متعدد بھلائی کی چیزیں شامل ہیں جیسے کھانے کا بڑھ جانا اور مقدار میں اضافہ ہو جانا یا اس میں ایسی کیفیت پیدا ہو جانا کہ تھوڑی مقدار میں کھانے سے بھی پیٹ بھر جائے۔

- اپنے گھر میں بھائیوں کے ہمراہ یا دوست احباب کے ہاں جب بھی کھانا تناول کریں تو اکٹھے ہو کر...... یعنی مل کر کھائیں ! رسولِ کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: کھانا مل کر کھاؤ اور اللہ کو یاد کر کے کھایا کرو وہ تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دے گا۔[۱]
- نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اکٹھے ہو کر کھاؤ، جدا جدا مت کھایا کرو اس لئے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔[۲]
- سوتے وقت اِثْمِد سرمہ لگا کر سوئیں! رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے: تم سوتے وقت اِثْمِد سرمہ استعمال کیا کرو اس لئے کہ وہ بصارت کو بڑھاتا اور پلکوں کو اگاتا ہے۔[۳]
- گائے کا دودھ اور گھی استعمال میں لایا کریں! فرمانِ نبوی ہے: تم گائے کا دودھ پیا کرو، وہ ہر درخت سے چرتی ہے اس کا دودھ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔[۴] اور اس کا گھی بہترین دوا ہے۔[۵]
- کلونجی اپنے لئے لازم کر لیجئے !...... فرمانِ مُصطفٰے ﷺ ہے: تم کلونجی کو اپنے لئے لازم جانو کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا موجود ہے۔[۶]

---

[۱] مسند احمد، رقم: ۱۵۴۹۸
[۲] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب: الاجتماع علی الطعام
[۳] سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب: الکحل بالاثمد
[۴] مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۸۰۷۷
[۵] صحیح الجامع، رقم: ۴۰۶۱
[۶] جامع ترمذی، کتاب الطب، باب: فی الحبۃ السوداء

❁ روغنِ زیتون کھایا کریں اور درد کی جگہ اس کا مَساج کیا کریں۔ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: روغنِ زیتون کھانے میں استعمال کیا کرو اور بدن پر مَلا کرو کیونکہ وہ بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔[۱]

❁ عجوہ کھجور کھایا کیجئے! فرمانِ مبارک ہے: عجوہ جنّتی کھجور ہے اور یہ جادو زَدہ کے لیے شفا ہے[۲]۔ دوسری حدیث میں ہے: جو شخص صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے اسے دن بھر میں جادو اور زہر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔[۳]

❁ شہد کا استعمال باقاعدگی سے کیا کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ......

فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ[٤]

"اس میں لوگوں کے لئے شِفا ہے۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: شفا تین چیزوں میں ہے: شہد پینے میں، سینگی لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔[۵]

❁ پانی تین سانس میں پینا معمول بنائیے! برتن سے منہ ہٹا کر! صحیح حدیث میں ہے: آپ ﷺ جب پانی نوشِ جاں فرماتے تو تین سانس لیتے اور فرماتے یوں پینا بڑا خوشگوار، نفع بخش اور خوب پیاس بجھانے والا ہوتا ہے۔[٦]

❁ رات سونے سے قبل سب برتن ڈھانپ دیا کریں! فرمانِ نبوی ہے: برتن ڈھانپ

---

[۱] ایضا، کتاب الاطعمہ، باب: فی اکل الزیت

[۲] ایضا، کتاب الطب، باب: فی الکماۃ والعجوۃ

[۳] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: شرب السم والدواء بہ

[٤] سورہ نحل: ٦٩

[۵] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: الشفاء فی الثلاث

[٦] سنن ابو داود، کتاب الاشربہ، باب: فی الساقی متیٰ یشرب

دیا کرو، مشکیں باندھ دیا کرو! اس لئے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وَبا اترتی ہے جو برتن ڈھکا ہوا نہ ہو اور مشکیزہ بند نہ ہو اس میں وہ وَبا اثرانداز ہو جاتی ہے۔[۱]

قارئین! ان مذکورہ باتوں کے ساتھ اپنا علاج کرتے رہو تاکہ تمہیں طبیب کے ہاں نہ جانا پڑے اور اس کے باوجود اگر کسی مرض یا درد وغیرہ سے سابقہ پڑ جائے تو درج ذیل چیزیں اختیار کرنے میں کسی قدر کوتاہی نہ کیجئے۔

- سورۂ فلق اور وَالنّاس تین بار پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے بشمول درد والی جگہ کے، سارے بدن پر پھیر لیجئے! بخاری شریف اور مُسلم شریف کی صحیح حدیث ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ اپنے بدن میں کوئی درد یا بیماری محسوس فرماتے تو سورۂ فلق اور وَالنّاس پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے پورے بدن پر پھیر لیتے۔[۲]
- اپنی ذات کے لیے اَدعیہ مَسنُونہ سے دم کرتے رہا کریں!

فرمانِ نبوی ہے: جب تو بیمار ہو تو اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھا کر......

بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجْعِیْ ھٰذَا

پھر اپنا ہاتھ اٹھالے۔ پھر مقامِ درد پر رکھ کر یوں ہی کر، طاق عدد کے موافق۔[۳]

دوسری حدیث میں سات مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دم کرنے کا ذکر ملتا ہے۔[۴]

- سینگی (پچھنے لگوا کر فاسد خون کا اِخراج کروانا) لگوانے سے تغافل نہ کیجئے! فرمانِ مُصطفٰی ﷺ ہے: بہترین چیز جس سے تم علاج کرو سینگی لگوانا ہے[۵]۔ نیز ارشاد

---

[۱] صحیح مُسلم، کتاب الاشربہ، باب: الامر بتغطیہ الاناء

[۲] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: مرض النبی ﷺ ووفاتہ

[۳] جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی الرقیہ اذا اشتکیٰ

[۴] صحیح الجامع، رقم: ۸۲۰

[۵] مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۱۶۰۳

فرمایا: شَبِ معراج جب بھی میں فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرا تو ان سب نے کہا: اے محمد مُصطفٰے ﷺ! آپ سینگی لگانا اپنے لئے لازم فرمالیں۔[1]

ان چیزوں پر عمل سے حصولِ برکت کیسے ممکن؟

یہ بات مسلّم ہے کہ صحت ہر غریب وامیر آدمی کو مطلوب اور عزیز ہے اور سبھی لوگ تندرستی کے لئے اپنا بہت سا مال خرچ کرتے ہیں بیماری چاہے نفسیاتی ہو یا بدنی، بہر صورت کام جس انداز سے چل رہا ہوتا ہے اس میں گڑبڑ ضرور ہو جاتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بیماری انسان کا دوھرا نقصان کرتی ہے ایک طرف صحت کی فکر میں بہت سی پونجی صَرف ہو جاتی ہے جبکہ دوسری طرف کام کی باقاعدگی میں فرق آ جانے کے سبب معاشی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

صادق و مَصدوق پیغمبر ﷺ کے ارشاداتِ گرامی سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا اسباب اللہ کی مہربانی سے دماغی اور بدنی تندرستی کے ضامن بن کر انسان کو ہر طرح کے مالی و جانی نقصان سے بچاتے ہیں۔

☆☆☆

(سطورِ بالا میں ذکر کی گئی سب چیزیں برکت اور شفا لانے والی، بیماریوں اور ہلاکت سے بچانے والی ہیں لہٰذا بھرپور یقین کے ساتھ ان کے مطابق عمل کرنے سے انسان بہت کچھ پاسکتا ہے اور بہت کچھ کھونے سے بچ سکتا ہے اور یہ حصولِ غنا اور برکتِ رزق کا ایک گہرا راز ہے جسے کچھ غور و فکر کرے تو ہر ذی فہم بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ از مترجم)

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب: الحجامۃ

پانچویں نصیحت:

ہر کام میں استخارہ اور حُسنِ تدبیر سے کام لیجئے!

استخارہ کا مطلب اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہونا یا اچھے کام کا چناؤ کرنا ہے جب کوئی شخص کسی جائز کام کا ارادہ کرے یا جاننا چاہے کہ آیا اس کے حق میں وہ بہتر ہے تو اس کے لئے استخارہ کرنا سُنت ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے علاوہ دو رکعت استخارہ کی نیت سے پڑھے چاہے وہ دو رکعت سُنت ہوں یا نفل، دن میں ہوں یا رات کے وقت۔ ان میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورۃ پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ لینے کے بعد خوب دعا کرے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تمام امور زندگی کے بارے میں استخارے کی تعلیم یوں اہتمام سے دیا کرتے جیسے قرآن کریم کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرائض کے علاوہ سے دو رکعت ادا کرے۔ اس کے بعد یوں دعا مانگے۔

دعاء استخارہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ

مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ[۱]

تَرجَمہ: اے اللہ ! میں آپ سے آپ کے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں، اور آپکی قدرت کی برکت سے طاقت مانگتا ہوں اور آپ سے بڑا فضل چاہتا ہوں کیونکہ آپ کو سب قدرت ہے مجھے نہیں، اور آپ سب جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا، اور یقیناً آپ سب چھپی ہوئی چیزیں بھی جانتے ہیں۔

الٰہی ! اگر آپ کے علم میں میرا یہ کام میرے لئے دین، دنیامیں انجام کے اعتبار سے ہر لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور میرے لئے آسان فرمادے اور اس میں برکت بھی عطا فرما۔ اور اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے لئے برا ہے دین ودنیااور انجام کے اعتبار سے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے، اور مقدر کر میرے لئے خیر جہاں کہیں سے ہو، پھر مجھے اس پہ راضی کر دے۔

استخارہ کرنے والا جب اس دعامیں خط کشیدہ الفاظ ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے تو اپنے کام کانام لے یاذہن میں اس کا تصور کرے۔

دوسری چیز یعنی حُسنِ تدبیر:

حُسن تدبیر کا مطلب ہے کسی چیز کی طَلَب میں عجلت سے کام نہ لینا، اس کے حصول کی خاطر پورے ٹھہراؤ اور ٹھنڈے دل سے سوچ وبچار کے بعد بہتر اِقدام کرنا[۲] اور یہ ایسی خوبی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے بہت پسند کیا ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب: ماجاءفی التطوع مثنیٰ مثنیٰ

[۲] موسوعۃ نضرۃ النعیم ۳/۸۶۵

رحمت کائنات ﷺ نے اَشَجّ عبد القَیس کو مخاطب کرکے فرمایا: بلاشبہ تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول بہت پسند کرتے ہیں، بردباری اور تدبر۔[1]

نیز ارشاد نبوی ہے: کردار کی عمدگی، صفت تدبر اور میانہ روی، نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں جز ہیں[2]۔ نیز تدبر اور حُسنِ تدبیر ایک پیارا سا اخلاقی جوہر ہے جو ہر انسان اپنی ذات میں لا سکتا اور اپنے عمل کو اس کے ذریعہ سنوار سکتا ہے بندۂ مومن کو چاہئے اسے حاصل کرے اور رفتہ رفتہ اپنی ذات کو عملی طور پر اس کا پابند بنائے۔ حدیث پاک میں ہے: بلاشبہ علم سیکھنے اور حِلم غوروخوض کرنے سے آتا ہے۔[3]

استخارہ و حُسنِ تدبیر سے کشادگی و برکت کیسے؟

اس وجہ سے کہ استخارہ کرنا بندہ کے حُسنِ ایمان، اللہ سے تعلق، اللہ تعالی پر کامل بھروسہ اور اس کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کی واضح دلیل ہے اور یہ سب چیزیں فقر کے دفعیہ کا سبب ہیں۔ اسی لئے اہل علم کہتے ہیں کہ استخارہ کرنے والا شخص اپنی کوشش میں نامراد نہیں ہوتا وہ اچھی چیز کا چناؤ کرکے پچھتاوے سے بچ جاتا ہے۔[4]

سو بندۂ مُسلم کو چاہیے کہ کسی کام کو چھوٹا اور ہلکا سمجھ کہ اس کے بارے میں استخارہ کرنا نہ چھوڑے کیونکہ بسا اوقات کسی کام کو ہلکا جانتے ہوئے استخارہ کو اہمیت دیئے بغیر کرلینا کسی بڑے نقصان کا پیش خیمہ بن جاتا ہے، فرمان نبوی ہے: تم میں سے جس شخص

---

[1] جامع ترمذی، کتاب البر، باب: فی التأنی والعجلۃ

[2] حوالہ بالا

[3] جمع الجوامع، حرف الہمزہ ۱/۱۹۶۱

[4] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۲/۲۰۰

کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹے تو اسے اللہ تعالی کی بارگاہ میں متوجہ ہونا چاہیے۔[1]

نیز تدبر اور حُسنِ تدبیر گہرے غور و خوض اور بصیرت کا حاصل ہوتا ہے جبکہ عجلت کا دامن ندامت سے بھرا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے تدبر منجانب اللہ عطا ہوتا ہے اور جلد بازی شیطانی عمل ہے[۲] دنیا کے ہر کام میں غور و خوض کرنا پسندیدہ عمل ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: ہر کام ٹھنڈے مزاج سے سوچ و بچار کے بعد کرنا چاہیئے سوائے آخرت کے کاموں کے[۳] یعنی نیکی کی متعین راہ پر سوچ سوچ کر چلنا درست نہیں ......باقی سب جگہ درست ہے۔

کسی بزرگ کا قول ہے۔ جلد باز منزل کو نہیں پہنچتا، غور و خوض کرنے والا چُوکتا نہیں، عجلت پسند شخص بغیر علم کے بات کہہ دیتا ہے اور بغیر سمجھے بات کا جواب دیتا ہے، بغیر آزمائے لوگوں کے گن گاتا ہے اور پورے طور پر ٹھان لینے سے پہلے کام کر گزرتا ہے یوں وہ ندامت اٹھاتا اور سلامتی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

اہل عرب عجلت پسندی کو کنایۃً اُمُّ النّدامات یعنی پشیمانی کی جڑ بتلاتے ہیں نیز غور و خوض کے بعد کسی کام میں ناکام ہو جانا بھی عجلت بازی میں کوئی کامیابی پا لینے سے بہتر جانتے ہیں۔

ooo

[۱] ذکرہٗ مؤلف فقہ السنۃ نقلاً عن الامام الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ ۱/۱۹۹

[۲] جمع الجوامع، حرف التاء المثناۃ ۱/۱۰۶۷۵

[۳] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۳۰۰۹

چھٹی نصیحت:

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور صِلہ رحمی

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی فرماں برداری کا یہ مطلب ہے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے مہربانی والا رویہ اپنایا جائے نرمی سے پیش آیا جائے۔ ان کے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے اور وفات کے بعد والدین کے دوستوں کی تکریم کی جائے۔ نیز والدین پر حسبِ استطاعت خرچ کیا جائے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کے علاوہ جو بھی حکم دیں ان کی اطاعت کی جائے اس رحم دلانہ برتاؤ کے ساتھ ساتھ ان کے لئے نیکی اور مغفرت کی دعا بھی کی جائے۔

بلاشبہ والدین کی فرماں برداری اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بلند پایہ نیکی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی نورِ وحی کے ساتھ اسلام کی بلند پایہ عبادت یعنی نمازِ فرض کے بعد افضل ترین عمل والدین کی فرماں برداری بتایا ہے۔[۱]

یاد رہے والد اور والدہ، اولاد کی جانب سے دونوں برابر فرماں برداری کے مستحق ہیں ہاں بعض عُلماء نے خدمت میں ماں کا حق زیادہ بتلایا ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے جس میں آپ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ حسنِ سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے تو آپ نے تین بار پہلے ماں کا تذکرہ فرمایا پھر چوتھی بار باپ کا۔[۲]

صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: بر الوالدین
ایضاً، باب: من احق الناس بحسن الصحبۃ

حق یہی ہے کہ اللہ کریم نے ہر حال میں والدین کے ساتھ فرماں برداری کا حکم تو دیا ہی ہے لیکن جب والدین بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ جائیں[۱] تو یہ حکم قطعی طور پر واجب ہو جاتا ہے۔ اگر والدین مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کا عہد نبھانا اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کرنا اولاد پر لازم ہے۔[۲]

صلہ رحمی:

صلہ رحمی کا مطلب رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور نیک سلوک کرنا ہے۔ مالی تعاون، ذاتی خدمت، سلام ودعا اور ملاقات کرتے رہنا اسی میں شامل ہیں۔[۳]

صلہ رحمی کے واجب ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور قطع رحمی یعنی رشتہ داری کو توڑنا اور قطع تعلق کرنا بہت بڑی نافرمانی ہے اور گناہِ کبیرہ ہے اگرچہ رشتہ دار خود دُوری پیدا کریں یا بُرا سلوک کریں۔ نیز صلہ رحمی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ باہمی محبّت برقرار رہے اگرچہ محض سلام و کلام کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔

اہلِ علم نے بہت عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو صلہ رحمی کی کوشش میں برابر لگا رہے خواہ تھوڑا ہی کر سکے تب بھی وہ قطع رحمی کرنے والوں میں شمار نہ ہو گا اس کے بر عکس جو شخص حتیٰ المقدور صلہ رحمی میں کوتاہی بَرتے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔[۴]

---

[۱] سورہ بنی اسرائیل: ۲۳

[۲] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۶۸/۳ ۷

[۳] قالہ النووی، موسوعۃ نضرۃ النعیم ۷/ ۲۶۱۴

[۴] ایضاً، ۷/ ۲۶۱۵

اطاعتِ والدین اور صلہ رحمی کا برکتِ رزق میں کیا کردار؟

کشادگی لانے اور فقر و تنگ دستی کے خاتمے میں ان چیزوں کا کردار یہ ہے کہ یہ دونوں اللہ کا قرب دلانے والی چیزیں ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے: رب تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور ان کی ناراضگی میں اس کی ناراضگی ہے۔[۱]

حدیثِ قدسی میں ہے: ......میں نے رحم (رشتہ داری) کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام (رحمٰن ورحیم) سے اس کا نام نکالا ہے پس جس نے اسے جوڑا میں اس کو جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں اسے توڑوں گا اور جس نے اسے کاٹا میں اسے کاٹ دوں گا۔[۲]

ارشادِ نبوی ہے: جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کا رزق کشادہ کیا جائے اور اس کی عُمر بڑھادی جائے پس وہ صلہ رحمی کیا کرے۔[۳]

فرمانِ رسولِ مقبول ہے: قرابت داری کو جوڑنا مال میں ثروت لاتا ہے گھروں میں محبّت کو جنم دیتا اور عمر میں اضافے کا ذریعہ ہے۔[۴]

نیز ایک حدیث پاک میں ہے: جسے یہ اَمر مرغوب ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق بے حد بڑھادے اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ خوب صلہ رحمی کیا کرے۔[۵]

فرماں برداری اور صلہ رحمی کا شمار اِحسان میں ہوتا ہے جس کو اپنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اِحسان ایسا کریمانہ خُلق ہے جس کے سبب محبّتِ خداوندی حاصل ہوتی

---

[۱] صحیح کنوز السنۃ النبویۃ، باب: بر الوالدین ۱/۴۹

[۲] الجامع الصغیر ۱/ ۶۳ ۷۷

[۳] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: من بسط لہ فی الرزق بصلۃ الرحم

[۴] صحیح الجامع ۷ / ۶۸ ۷ ۳

[۵] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: من احب البسط فی الرزق

ہے اور اللہ تعالیٰ احسان یعنی نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔[۱]

نیز ثمراتِ احسان میں اللہ رب العالمین کا اپنے نیک بندوں کو زمین میں قوت و شوکت عطا کرنا بھی شامل ہے۔[۲]

حدیثِ پاک کی روشنی میں یہ امر مسلّم ہے کہ قطع رحمی تنگ دستی لانے کا بہت بڑا سبب ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: گناہ کرنے والے کو آخرت کی متعین سزا کے علاوہ دنیا میں بھی جلد ہی جس گناہ کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے وہ قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ ہے اور جس نیک عمل کا اجر بہت جلد عطا کیا جاتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ یہاں تک کہ اگر گھر والے (صلہ رحمی کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتے ہوں تب بھی ان کے مال بڑھیں گے اور کثرت و فراوانی آئے گی۔[۳]

○○○

[۱] لقول الحق تبارک وتعالیٰ: ﴿واحسنوا ان اللّٰہ یحب المحسنین﴾ سورہ بقرہ:۱۹۵

[۲] لقول اللہ تعالیٰ: ﴿وکذالک مکنا لیوسف فی الارض......﴾ سورہ یوسف:۵۶

[۳] جمع الجوامع، حرف المیم، رقم:۱۰۹۷

ساتویں نصیحت:

گفتگو کی سچائی اور ایفائے عہد کا اہتمام!

صِدق یعنی سچائی کا مطلب آپ بخوبی جانتے ہیں کہ زبان سے کی جانے والی بات کا دل کی بات سے ہم آہنگ ہونا اور جو خبر دی جارہی ہے اس کا واقعہ کے عین مطابق ہونا[۱]۔ نیز سچائی، کھرے پَن کو بھی کہتے ہیں یعنی ایک مُسلمان کا رویہ ظاہر و باطن اور خفیہ و علانیہ ہر لحاظ سے یکساں نظر آئے[۲]۔ یاد رہے کہ صِدق اور صَداقت ہمیشہ انبیاء کرام، ملائکہ اور رب تعالیٰ کے صالح بندوں کا شِعار رہا ہے۔[۳]

سچائی اتنی پیاری خوبی ہے کہ خود رَبُّ العالمین بھی اسے پَسند فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں صادِقین کی مدح سرائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ فرمایا۔

چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

- مُدْخَلَ صِدْقٍ سچائی کے ساتھ داخل کرنا[۴]
- مُخْرَجَ صِدْقٍ سچائی کے ساتھ نکالنا[۵]

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ۷/ ۲۴۷۴

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً، ۷/ ۲۴۹۰

[۴] سورہ بنی اسرائیل: ۸۰

[۵] ایضاً

❖ لِسَانَ صِدْقٍ سچا بول یا سچا تذکرہ[1]

❖ قَدَمَ صِدْقٍ سچا درجہ، رتبہ[2]

❖ مَقْعَدَ صِدْقٍ سچائی کا مقام[3]

اور صادق وامین پیغمبر، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا سچا ارشاد ہے:

إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ[4]

"بلاشبہ سچائی، نیکی کے رستے پر چلاتی ہے اور نیک جنّت کے راستے پر"

دوسری چیز ایفائے عہد:

ایفائے عہد، وعدہ کے مطابق اس بات کو ٹوٹنے سے بچانا اور بعینہ پورا کر دینے کا نام ہے اور یہ انسان کی بلند پایہ خوبیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ جو شخص وفائے عہد نہیں کر سکتا وہ دائرۂ انسانیت میں شامل ہونے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ لوگ باہمی معاملات میں ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہوتے ہیں تو اس تعاونِ باہمی کو عہد کی پاسداری کے ساتھ بہت تقویت حاصل ہوتی ہے۔ بایں وجہ رب تعالیٰ نے اس کی عظمت کو ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ اس کارِ خیر کو نبھانے والے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ[5]

---

[1] سورہ شعرا: ۸۴

[2] سورہ یونس: ۲

[3] سورہ قمر: ۵۵

[4] صحیح بخاری، کتاب الادب رقم الحدیث: ۵۶۲۹

[5] سورہ اَعراف: ۱۰۲

"اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں وفائے عہد کا وصف نہیں پایا"

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ وفا کرنے کا تاکیدی حکم بھی ہمیں دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ [1]

"اے اہلِ ایماں ! اپنے عہد و پیماں پورے کیا کرو!"

نیز اللہ کا قرآن ہمیں یہ بھی بتاتا ہے وعدہ وفا کرنا ان اہلِ تقویٰ کی علامت ہے جنہیں خود ربُّ العالمین محبّت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

فرمانِ مقدس ہے:

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ [2]

"کیوں نہیں! جو شخص اپنا اقرار پورا کرے اور پرہیز گار رہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے پرہیز گار لوگوں سے محبّت کرتا ہے۔"

ایفائے عہد کی خوبی سے متصف لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے یوں سراہا ہے:

خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً [3]

"سب سے بہترین لوگ اچھے طریقے سے ادا کرنے والے ہیں۔" یعنی وہ تمام حقوق جو ان پر عائد ہوں ان کو اچھی طرح ادا کرنے والے لوگ سب سے بہترین بتائے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عہد شکنی کو کبیرہ گناہوں میں (پینتالیسویں ۴۵ نمبر پر) شمار کیا۔

[1] سورہ مائدہ:1

[2] سورہ آلِ عمران:75

[3] جمع الجوامع، حرف الخاء1/12398

صحیح بخاری کی ایک معروف حدیث میں جھوٹ اور عہد شکنی کو علاماتِ نفاق میں سے بتلایا گیا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ

وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ [۱]

منافق کی تین نشانیاں ہیں :......

- بات کرے تو جھوٹ بولے
- وعدہ خلافی کرے
- امانت میں خیانت کا ارتکاب کرے۔

سچائی اور ایفائے عہد کا رزق میں برکت سے کیا تعلق؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ خرید و فروخت میں جھوٹ بولنے سے برکت جاتی رہتی ہے ایسے لوگوں کے لئے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے : اگر خرید و فروخت کرنے والے سچائی اختیار کریں اور اس چیز میں کوئی عیب ہو تو بتادیا کریں تو ان کی خریداری میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ اور جب وہ عیب یا نقص چھپالیں اور جھوٹ سے کام لیں تو اُن کی خریداری میں سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ [۲]

(اور برکت کا مطلب واضح ہے یعنی چیز کا بڑھ جانا اور زیادہ کے لئے کافی ہو جانا)

نیز جو تاجر پیشہ لوگ سچائی اور ایفائے عہد کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیتے ہیں لوگ انہیں دل سے اچھا سمجھتے ہیں، ان پر بھروسہ کرتے ہیں اور خرید و فروخت کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی ان پر اعتبار کرتے ہیں اور یہی چیز مال داری اور ثروت کا سبب بن جاتی

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: علامة المنافق

[۲] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا

ہے۔

علامہ ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی کا قول ذکر کیا ہے کہ:

"جو تاجر سچ بولتا ہے کبھی فقیر نہیں ہوتا۔"[۱]

جبکہ اس کے برعکس جھوٹے داؤ پیچ لڑانا اور عہد شکنی کرنا اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے فرشتوں کو بھی اور سب لوگوں کو بھی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جھوٹے شخص کا کوئی قول و قرار نہیں ہوتا لوگ اس سے کنارہ کشی اور عدمِ اطمینان کرتے ہیں اور اس سے میل جول بھی کم رکھتے ہیں اور خرید و فروخت کے علاوہ بھی کسی معاملے میں اس پر کم ہی اعتبار کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ اور فریب سے کام لینے والے شخص کے ساتھ اس کی کوشش کے برعکس معاملہ کرتا ہے تبھی تو ایسے آدمی کا کوئی کام پورا ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔

فرمانِ نبوی ہے:

کوئی گناہ، انسان کو آخرت میں مؤاخذہ کا سامان کرنے کے ساتھ ساتھ، دنیا میں اتنی جلدی گرفتارِ مصیبت نہیں کرتا جتنی جلدی قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ کرتے ہیں۔[۲]

○○○

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ، ۲۵۱۶/۸

[۲] جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۰۴۵۳

آٹھویں نصیحت:

دیندار اور صاحب الرّائے لوگوں سے مشاورت اور اپنے عزائم پر پردہ رکھئے!

اپنے عزائم اور ارادوں کو اس وقت تک پوشیدہ رکھنا جب تک کہ بِالفِعل آپ اس کام کو کر نہ گزریں، بہت مفید اور قابلِ ستائش اَمر ہے۔ داناؤں کا قول ہے کہ اپنے مستقبل کے ارادوں اور رازوں کو اُن تک پہنچ جانے سے قبل اِفشا کر دینا تنگ ظرفی اور قلتِ صبر کا نام ہے اور یہ تھوڑی بصیرت رکھنے والے مَردوں، عورتوں اور بچوں کا مشغلہ ہے۔[۱]

• یہ بھی واضح رہے کہ کچھ باتیں پوشیدہ رکھنا "مذموم اَمر" ہے۔ بالخصوص ایسے معاملات میں جہاں احکامِ شریعت ٹوٹتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی عمل میں آ رہی ہو۔[۲]

یوں غور کرنے پر ہمیں اس اَمرِ مذموم کی دو شکلیں نظر آتی ہیں :......

(۱) علم کا چھپانا (۲) گواہی کا چھپانا

ان دونوں سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزہ کتاب میں یوں ارشاد فرمایا ہے:......

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰی ...... الآیہ[۳]

---

[۱] یہ امام راغب کا قول ہے۔ موسوعۃ نضرۃ النعیم ۸/۳۲۰۶

[۲] یہ امام عز بن سلام کا قول ہے، حوالہ مذکورہ

[۳] سورہ بقرہ:۱۵۹

رسول اکرم ﷺ: بلا شبہ جو لوگ ہماری اُتاری ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے انہیں کتاب میں واضح بیان کر دیا ہے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ [1]

"اور تم گواہی کو مت چھپایا کرو!"

نیز اوّلُ الذکر چیز یعنی کتمانِ علم کے بارے میں ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ یہ درج ذیل حدیث کے منافی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں جس اظہارِ نعمت کا تذکرہ ہے یہ نعمت مل جانے کے بعد کی بات ہے۔

فرمانِ نبوی ہے:

اَلتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ وَتَرْكُهَا كُفْرٌ [2]

"اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار شکر ہے اور اُن کا تذکرہ نہ کرنا ناشکری ہے۔"

اسی طرح کسی سے نصیحت حاصل کرنے اور مشورہ چاہنے میں بھی یہ بات مانع نہیں ہے کیونکہ مشورہ اور نصیحت طلبی بھی انہی لوگوں سے ہوتی ہے جن کی دین داری خیر خواہی اور مہارت پر اُس شخص کو اعتبار ہوتا ہے۔ وہ اس مشورے کو امانت سمجھتے ہوں اور اس کے لئے خیر و برکت کی چاہت اور دعا رکھتے ہوں۔

اہلِ علم حضرات نے ان لوگوں کے لئے جن سے انسان نصیحت اور مشورہ کا خواہاں ہوتا ہے...... پانچ شرطوں کا ہونا لازم قرار دیا ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ: ۲۸۴

[2] جمع الجوامع، حرف التاء المثناۃ ۱/ ۱۰۶۸۸

① عقلِ سلیم اور اچھے تجربہ کا حامل ہو۔

② دین دار اور پرہیزگار ہو۔

③ خیر خواہی اور محبّت رکھنے والا ہو۔

④ اچھے افکار کا حامل ہو، غموں کا مارا ہوا اور پراگندہ خیال نہ ہو۔

⑤ جو مشورہ دے رہا ہو اس میں ذاتی اَغراض یا مفاد کا دخل نہ ہو۔ [۱]

یہ بات بھی یاد رہے کہ مشاورت ایسی عمدہ چیز ہے جس کا خود رب العالمین نے اپنے پیارے حَبیب نبی آخر الزماں حضرت محمد مُصطفٰے ﷺ کو حکم دیا ہے۔ [۲]

اور اہلِ ایمان کے اوصافِ حمیدہ میں اس کو شمار کیا ہے۔ [۳]

نیز جس مُسلمان بھائی سے کوئی شخص اپنے کسی اہم کام کا مشورہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ اسے درست اور بھلی بات کا ہی مشورہ دے۔

فرمانِ رسولِ عربی ﷺ ہے: ......

جس شخص سے کوئی آدمی مشورہ چاہے وہ امانت داری سے دے۔ [۴]

اس کے ساتھ یہ ارشادِ نبوی بھی اس بات کو بخوبی واضح کرتا ہے:

وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْہِ بِاَمْرٍ یَّعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ [۵]

”جس نے اپنے کسی مُسلمان بھائی کو ایسی رائے دی جس کے بارے میں اسے علم ہے کہ یہ درست نہیں تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا۔“

---

[۱] موسوعہ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۲۴۲۶/۶

[۲] فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وشاورھم فی الامر﴾ آلِ عمران: ۱۵۹

[۳] فرمانِ خداوندی: ﴿وامرھم شوریٰ بینھم﴾ سورہ شوریٰ: ۳۸

[۴] جامع ترمذی، کتاب الادب، باب: ان المستشار مؤتمن

[۵] سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب: التوقی فی الفتیا

عزائم پوشیدہ رکھنے اور مشاورت سے برکت کیسے؟

سو جان لیجئے! کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: لوگوں سے اپنے کاموں کی انجام دہی کے بارے مشورہ کرو لیکن بات کو پوشیدہ رکھتے ہوئے، کیونکہ ہر صاحبِ نعمت سے حسد ضرور کیا جاتا ہے۔[۱]

اور حسد تو بڑی خطرناک اور مُہلک چیز ہے۔ اور بسا اوقات سب کچھ جلا کر بھسم کر ڈالتی ہے۔ فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے: بے شک نظر انسان کو اللہ کے حکم سے اٹھا کر اونچا لے جاتی ہے اور پھر بلندی سے نیچے گرا دیتی ہے۔[۲]

ارشادِ نبوی ہے: بلاشبہ نظر کا لگ جانا درست بات ہے۔[۳]

ارشاد فرمایا: نظرِ بد آدمی کو قبر میں پہنچا دیتی ہے اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کروا سکتی ہے۔[۴]

یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے: کسی کام کو باقاعدہ طے کر لینے یا شروع کر لینے سے قبل ڈھنڈورا پیٹ دینا کام کا سارا دَم خَم نکال دیتا ہے۔[۵]

یوں ساری بات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہوا کہ اپنے اہم اموُر، عزائم اور ارادوں کا پوشیدہ رکھنا، اللہ کے فضل سے کاموں کی تکمیل کا سبب بنتا ہے۔ علاوہ ازیں جب آدمی کسی بات کا مُسلمان بھائی سے مشورہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اچھی بات کی جانب

---

[۱] صحیح الجامع، رقم: ۹۴۳

[۲] مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۰۳۴۰

[۳] صحیح الجامع، رقم: ۴۱۴۵

[۴] سبل الہدیٰ والرشاد ۱۲/ ۱۶۶، تفسیر ابن کثیر ۸/ ۲۲۴ وقال ہذا اسناد رجالہ کلھم ثقات ولم یخرجوہ

[۵] موسوعہ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۸/ ۳۲۰۵

راہنمائی فرمادیتے ہیں۔[1]

سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشاوَرت اور باہمی فکر مندی، اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت و برکت کے دروازے کھلنے کا ذریعہ بن جاتی ہے جس کے باعث درست رائے اپنے نشانے سے نہیں چوکتی اور احتیاط کا دامن کبھی نامراد نہیں رہتا۔[2]

نیز ہر ذی فہم اور عقل مند آدمی کے لیے اس بات کا ادراک ضروری ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرے یا کوئی سوچ پروان چڑھے تو صاحب الرائے افراد سے گہری مشاورت کا اہتمام ضرور کرے پھر ان کی آراء کی روشنی میں حتمی نتیجہ اخذ کرے۔[3]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے: بخدا! جب بھی لوگ کسی اہم چیز کے بارے میں باہم گہری مشاورت کرتے ہیں تو اپنی پہلی بات سے بہتر نتیجہ ان کے ہاتھ آجاتا ہے[4]۔ یوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انسان مشاورت اور نصیحت طلبی کی بدولت بہترین فیصلے تک رسائی پالیتا ہے اور کامیابی کے زینے پر چڑھنے لگتا ہے۔

وضاحت:

شاید مصنف کی اس بات پر کسی قاری کی ذہنی پیاس نہ بجھے کہ دوسروں سے مشورہ کرنے کا حکم بھی دیا جارہا ہے اور اپنے قصد یا عزم کو چھپانے کا بھی، تو ایک ہی وقت میں دونوں پر کیسے عمل کیا جاسکتا ہے؟ یہ بات اگرچہ مشکل نہیں تاہم اس کے سمجھنے کے لئے

---

[1] ایضاً، ۶/۲۴۳۶

[2] ایضاً، ۶/۲۴۳۷

[3] ایضاً قالہ الامام الماوردی، ۶/۲۴۳۸

[4] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۶/۲۴۳۸

ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ آپ نے کوئی گاڑی سیکنڈ ہینڈ خریدنی ہے تو آپ گاڑیوں سے متعلقہ معلومات رکھنے والے شخص سے یوں پوچھ سکتے یا مشورہ کر سکتے ہیں جناب! ایک صاحب فلاں کمپنی کی، فلاں ماڈل گاڑی لینا چاہتے ہیں وہ اچھی کنڈیشن میں کتنے میں آسکے گی؟ یا اس سے ملتی جلتی خصوصیات والی گاڑی کون سی بہتر رہے گی؟ ایسے ہی سب کاموں کی ابتدائی مشاورت میں اپنا پورا اور واضح ہدف (یعنی میں خود اپنے لئے لینا چاہتا ہوں یا بچے کے لئے خریدنی ہے اتنے روپے ہمارے پاس گھر رکھے ہیں اتنے کی فلاں دوست نے حامی بھری ہے مزید یہ کہ فلاں دن یا وقت تک ہر حال میں خریدنی ہے اس جیسی واضح تفصیلات ابتداء میں) بتائے بغیر آپ بہت سی مشاورت کر سکتے ہیں اور ان معلومات کے سہارے اپنے اس معاملے میں کسی حتمی نتیجے تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ ابتدا میں ہی سب کچھ بتا دینے میں کئی طرح کے مفاسد یا اندیشے ہو سکتے ہیں جن کو باریک بین آدمی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

ooo

نویں نصیحت:

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھئے!

حُسنِ ظن کا مفہومِ متعارف تو یہ ہے کہ جہاں خیر اور شر دونوں پہلو موجود ہوں وہاں خیر کے پہلو کو ترجیح دی جائے لیکن بنظرِ غائر دیکھنے سے اس کی کئی اقسام سامنے آتی ہیں۔

☆ حُسنِ ظن واجب: حُسنِ ظن کی یہ قسم ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اس کے ساتھ بُرا گمان یعنی سُوءِ ظن حرام ہے۔

☆ حُسنِ ظن سُنت: عام مُسلمان بھائیوں سے حسنِ گمان اسی دائرہ میں آتا ہے۔

☆ حُسنِ ظن مُباح: کسی ایسی بات کے سبب جو دل میں کسی مُسلم بھائی کے بارے میں میل پیدا کرنے کا سبب ہو تو اس کو جھٹک کر اچھا گمان پیدا کر لینا۔[۱]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ......

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[۲]

میں وَاَحْسِنُوْا کا معنٰی یوں کرتے ہیں "تم اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن رکھا کرو!"[۳]

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر ایک چونکا دینے والی بات کہی ہے کہ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بارے میں یا بعض دوسرے لوگوں کے بارے میں حسنِ ظن کی بجائے سوءِ ظن رکھتے ہیں بایں معنیٰ کہ اگر آپ ان کے حالات و معاملات میں

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۵/۱۵۹۷، ۱۵۹۸

[۲] سورہ بقرہ: ۱۹۵

[۳] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۵/۱۶۰۷

کچھ کھوج کرید کریں تو وہ تقدیر کے بارے خواہ مخواہ بہت سی الٹی سیدھی باتیں کریں گے۔ مثلاً آپ کو تو تقدیر، تقدیر کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں، یہ دیکھئے! اگر یوں ہو تا تو بہت اچھا ہو جاتا، دراصل یہ کام یوں بھی تو ہو سکتا ہے لیکن بس کیا کہا جائے! جیسی نازیبا باتیں کہی جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں: اے مخاطب! تم ذرا اپنی ذات کو کنگھالو! کہیں تم تو اس کی باتوں میں مبتلا نہیں ہو رہے۔[۱]

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں اچھا گمان، کاملِ ایمان، سلامتیٔ قلب، طہارتِ نفس کے ساتھ ساتھ حُسنِ اسلام اور حُسنِ خاتمہ کی واضح دلیل ہے۔ علاوہ ازیں محبّت باہمی اور آپس کے بے مثال تعاون و تناصر اور الفت و محبّت کا بھی قوی ذریعہ ہے۔

اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن کا غربت کے خاتمہ حصولِ رزق اور فراخی سے کیا جوڑ؟

آیئے! اسے جانچنے کی کوشش کرتے ہیں...... ایک مشہور حدیثِ قدسی ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:......

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، فَإِنْ ظَنَّ بِيْ خَيْرًا فَلَهُ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ[۲]

"میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں اگر وہ میرے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے تو اس کے حق میں اچھا ہوتا ہے اور اگر وہ میرے بارے میں بُرا گمان رکھے تو اس کے حق میں بُرا ہوتا

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ، انواع الظن ۱۰/ ۴۶۵۳

[۲] تفسیر ابن کثیر ۲/ ۸۸ فی تفسیر الآیۃ: ۱۰۲ سورہ آلِ عمران

ہے''

اس ارشادِ قدسی میں مذکور الفاظ...... ''میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرتا ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے دعاؤں کی قبولیت کے بارے جو گمان رکھتا ہے، مجھ سے توبہ قبول ہونے کے بارے میں اس کا جو گمان ہے اور استغفار کرتے وقت، اپنے بخشے جانے کا وہ جو گمان رکھتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے۔[۱]

جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں:

''مجھے اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ بھری کائنات میں کوئی دوسرا اِلٰہ نہیں! بندۂ مُسلم کو اللہ کے ساتھ حسنِ ظن سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں دی گئی۔ مجھے اس ذاتِ کبریا کی قسم! بندہ اپنے رب کے ساتھ جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی اسے سب کچھ عطا کیا جاتا ہے کیونکہ ساری بھلائی تو ایک اسی رب تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔''[۲]

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے والد ماجد، بلند پایہ صحابیٔ رسول، سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل کے روز مجھے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ جن میں ایک اہم وصیت ان کے قرض سے متعلق تھی۔ فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر کوئی کام تم سے نہ بن پڑے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کر لینا! بخدا مجھے سمجھ نہیں آئی،

میں نے عرض کیا: کون ہے آپ کا مولیٰ؟

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ فرمایا: میرا اللہ!

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بخدا! والدِ محترم کا قرض اتارنے

---

[۱] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۴۳۱۵

[۲] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۵/۱۶۰۰

کے معاملے میں جب کبھی کسی پریشانی کا شکار ہوا تو میرے لبوں سے ابا جان کی وصیت کے مطابق یہی الفاظ نکلتے۔اے زبیر کے مولیٰ! رب العالمین ! میری دستگیری فرمایئے اور یہ قرض اتروا دیجئے۔بس پل بھر میں وہ ادا ہو جاتا۔"

یاد رہے کہ سیّدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت تک جو قرضہ ادا کرنا تھا اس کی مقدار بہت ہی زیادہ تھی۔ آپ کے فرزند سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ غیر منقولہ جائیداد کو بیچ کر آپ کا قرضہ چکانا شروع کیا بعد میں چار سال تک ایامِ حج میں بھی باقاعدہ اعلان کروایا کہ کسی شخص کا میرے والد نے کچھ قرضہ دینا ہو تو وہ آکر مجھ سے وصول کر لے۔ آپ کا قرض بائیس لاکھ دراہم کے قریب تھا سب ادا کرنے کے بعد آپ کا باقی ماندہ ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا گیا۔[1]

ooo

[1] بتصرف من فتح الباری، باب: برکۃ الغازی فی مالہ حیا ومیتا مع النبی ﷺ وولاۃ الامر
صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: برکۃ الغازی فی مالہ حیا ومیتا مع النبی ﷺ وولاۃ الامر

دسویں نصیحت:

اَذکارِ مسنونہ کا اہتمام!

﴿آپ کے رزق کا ایک مضبوط دفاعی حصار﴾

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے کوشش بسیار کے بعد آپ کے لئے درج ذیل اذکار اور دعاؤں کا ایک خاص انتخاب کیا ہے۔ ان کی اہمیت کو سمجھئے اور بر موقع ادا کرنا نہ بھولئے۔

اہلیہ سے مقاربت سے قبل یہ پڑھئے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا

"اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کے ساتھ! اے اللہ! ہمیں شیطانی ہتھکنڈوں سے بچا اور ہمیں جو "گوہر مقصود" یعنی اولاد عطا کرے اسے بھی"

معلمِ اخلاق، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"تم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کے پاس جب اس ارادے سے آئے تو یہ (مذکورہ بالا) دعا ضرور پڑھے، اس لئے کہ اگر ان کے ہاں اس سے بچہ متولد ہوا تو شیطان اسے نقصان نہ پہنچا پائے گا۔"[1]

- جب کبھی آپ کو غصہ آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھا کیجئے۔

رسولِ کائنات ﷺ نے ایک بار ایک شخص کو دیکھا غصہ کی شدت کے باعث اس

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: التسمیۃ علیٰ کل حال وعند الوقاع

کی گردن و چہرے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں اور رنگ سرخ ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا: میں ایک کلمہ (یعنی جملہ) جانتا ہوں اسے اگر یہ شخص پڑھ لے تو اس کا سارا غصہ کافور ہو جائے۔ اور وہ ہے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ [1]

❁ جب کوئی پریشانی آپہنچے تو آپ یہ پڑھنا نہ بھولیے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [2]

رسولِ عربی ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:......

"مچھلی والے پیغمبر سیدنا یونس علیہ السلام نے جو دعا مچھلی کے پیٹ میں کی تھی، جو بندۂ مسلم اپنی کسی پریشانی میں یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔"[3]

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے:

سنو! کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں کہ جب تم میں سے کسی کو زندگی کے کسی معاملے میں کوئی پریشانی یا مصیبت آپہنچے وہ اس کے ساتھ دعا کرے تو اس کی دعا سنی جائے؟ وہ میرے مچھلی والے بھائی کی دعا ہے۔[4] (مذکورہ بالا دعا)

❁ کوئی چھوٹی یا بڑی پریشانی یا کوئی بھی ناگوار اَمر پیش آئے تو یہ کلمات پڑھنا ضرور اپنا معمول بنالیں:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۸۸ فی تفسیر الآیۃ: ۱۰۲ سورہ آلِ عمران

[2] سورۃ الانبیاء: ۸۷

[3] جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی عقد التسبیح

[4] صحیح کنوز السنۃ النبویۃ، باب الصیام ۱/۳۶

اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا

"اے اللہ! مجھے اس مُصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کا بہترین نعم البدل نصِیب فرما"

کیونکہ نبیٔ رحمت ﷺ کا مبارک فرمان ہے:

بندۂ مومن پر جب کوئی مُصیبت آپڑے تو وہ (مذکورہ) کلمات کہا کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ کریم ضرور اسے اس پریشانی کا اجر اور نعم البدل عطا فرمائے گا۔[۱]

آقا علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:

ہر پریشانی میں یہ کلمات پڑھے جائیں حتیٰ کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی یہ دعا پڑھی جائے کیونکہ وہ بھی ایک طرح کی پریشانی ہی تو ہے۔[۲]

- جب آپ کسی بھی ضرورت سے اپنے گھر سے باہر نکلیں تو یہ پڑھا کریں:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

"اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کے ساتھ، میں نے بھروسہ کیا اللہ پر، برائی سے ہٹانے کی طاقت اور نیکی پہ چلانے کی قوت اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں"

- جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ (درج بالا) کلمات پڑھ لے تو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے، یہ کلمات تیرے لئے کافی ہیں، تجھے ہدایت دی گئی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے (شر سے) بچالیا گیا۔ اسی کے ساتھ ہی ایک شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے دوسرا اسے کہتا ہے: تجھے اس شخص سے کیا حاصل ہو سکتا ہے جسے ہدایت دی گئی،

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: مایقال عند المصیبۃ

[۲] رواہ ابن السنی، عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ / جمع الجوامع حرف الھمزہ ۱ / ۱۸۸۳

کفایت کی گئی اور اسے بچالیا گیا یعنی اس کی حفاظت کی گئی۔[1]

- دخولِ مسجد کے وقت یہ بابرکت کلمات پڑھنا آپ اپنا معمول بنالیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَوَجْھِہٖ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہٖ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

”میں عظمتوں والے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جس کی ذات کریم اور جس کی بادشاہی قدیم ہے شیطان مردود کے شر سے“

بایں وجہ کہ ہمارے آقا علیہ السلام جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات پڑھ لیتے اور فرماتے کہ جو شخص اس جگہ یہ کلمات پڑھ لے اس کی سارا دن حفاظت کی جاتی ہے۔[2]

- جب آپ بیماری یا مُصیبت میں مبتلا کسی شخص کو دیکھیں تو درج ذیل دعا ضرور پڑھ لیا کریں۔ بلند آواز سے مت پڑھیے تاکہ بیماری میں مبتلا شخص کا دل نہ دُکھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

”تمام تعریف و شکر اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے عافیت بخشی اس تکلیف سے جس میں تم مبتلا ہو، اور اس نے اپنی بہت ساری مخلوق پر مجھے فضیلت عطا فرمائی ہے“

اس کے متعلق معلمِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص کسی بیمار یا مُصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے وہ بیماری اسے نہیں لگے گی۔ یعنی وہ اس سے محفوظ رہے گا۔[3]

- جب آپ اپنی ذات میں، اپنے مال میں یا اولاد میں کوئی خوبی دیکھیں تو یہ پڑھا کریں:

---

[1] جمع الجوامع حرف الہمزہ ۱/ ۲۱۸۷

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: فیما یقولہ الرجل عند دخولہ المسجد

[3] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب: مایقول اذا رای مبتلی

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ [۱]

”جیسے اللہ تعالیٰ چاہے، ساری طاقت صرف اللہ ہی کو ہے، اے اللہ! برکت عطا فرما“

یا یہ پڑھیں!

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ [۲]

”جیسے اللہ تعالیٰ چاہے، ساری طاقت صرف اللہ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ کی ذات بہت برکتوں والی اور وہ سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے“

کیونکہ نبی رحمت، رسولِ کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی ذات، اپنے مال یا اپنے کسی بھائی کی کوئی اچھی چیز یا خوبی دیکھے جو اسے اچھی لگ رہی ہو تو چاہئے کہ اس کے لئے برکت کی دعا کر دے کیونکہ نظر کا لگ جانا بھی حق ہے۔“[۳]

- اگر آپ کسی جگہ ٹھہرنے کے لئے رکیں یا قیام کریں، چاہے ذرا سے وقت کے لیے ہو تو یہ دعائیہ الفاظ پڑھ لینا آپ کے لئے بہت اچھا ہو گا:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی برکت سے ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کیا ہے۔“

اس کے بارے میں معلمِ اخلاق ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

---

[۱] الفقر المر، مشکلۃ ولھا حل (نفس الکتاب)، صفحہ: ۳۷

[۲] حصن حصین، محمد بن جزری رحمۃ اللہ علیہ

[۳] صحیح کنوز السنۃ النبویہ، باب: برالوالدین ۱/۴۹

”جب تم اپنی منزل پر قیام کرو تو یہ کلمات کہہ لیا کرو پھر وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز تمہیں گزند نہیں پہنچا سکے گی۔“[۱]

- زندگی میں کسی بھی موڑ پر آپ کو کوئی مشکل آپڑے تو اپنے رب تعالیٰ سے مدد کی درخواست ضرور کیا کریں۔

فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

”جب تم کچھ مانگنا چاہو تو اللہ کے سامنے ہی دامنِ سوال دراز کیا کرو اور مدد درکار ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کی التجا کیا کرو۔“ [۲]

نیز ایسے مواقع میں یہ دعا بھی خوب اثر رکھتی ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا ، وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ سَهْلًا ، يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ[۳]

ترجمہ: اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں سوائے اس کے جسے تو آسان کر دے اور تو (اپنی قدرت سے) کٹھن چیزوں کو بھی آسان بنا دیتا ہے۔ اے روزِ جزا کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

وضاحت: اس دعا میں مصنف نے یا مالک یوم الدین...... کے اضافی الفاظ بھی لکھے ہیں جو کہ کتبِ احادیث میں ہمیں نہیں مل سکے۔

مسنون دعائیں کیا برکت کا سبب بن سکتی ہیں؟

ان دعاؤں سے تنگ دستی اور فقر و فاقہ ضرور دُور ہو گا کیونکہ یہ سب دعائیہ کلمات

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب: التعوذ من سوء القضاء

[۲] جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ

[۳] فقہ السنۃ ۲/۱۱۳

ہر طرح کے شر کو دُور بھگاتی ہیں اور حصولِ فائدہ کا یقینی ذریعہ ہیں۔

❁ جیسا کہ زوجہ سے مقاربت کے وقت کی دعا پڑھ لینا اصلاحِ اولاد کا ذریعہ ہے۔

❁ غصے کے وقت اعوذ باللہ پڑھنے سے، غصے کے باعث اٹھنے والا جھاگ، ہیجانی جذبات اور جلد بازی میں ایسے غیر مفید کام سے جن کا انجام بخیر نہ ہو، انسان بچ جاتا ہے۔

❁ ہر کام میں ذاتِ باری تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور دخولِ مسجد کی وہ خاص دعا جو ابتداء میں ذکر کی گئی اور گھر سے نکلتے وقت کی دعا، یہ دونوں شیطانی جالوں سے بچنے کا بڑا محفوظ سبب ہیں۔

❁ مُصیبت و پریشانی کے وقت سیدنا یونس علیہ السّلام کی دعا کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں التجا کرنا پریشانی سے چھٹکارا پالینے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

❁ کوئی مشکل کام یا مشکل گھڑی آجائے تو اللہ کریم سے مدد کی درخواست اس مشکل گھاٹی کو عبور کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔

❁ بیمار یا مُصیبت زدہ کو دیکھنے پر رَبُّ العالمین کی نعمتوں پر اس کی حمد بیان کرنے سے اس بیماری سے بچاؤ حاصل ہو جاتا ہے۔

❁ کسی بھی جگہ قیام کرتے وقت مَسنُون کلمات کا پڑھ لینا، جن وانس اور دیگر مخلوق کے شر سے بچنے کے لئے اکسیر ہے۔

یوں تمام شرور، پریشانیوں، مصائب اور حوادث سے بچ کر انسان کی جان بھی محفوظ اور بہت سا مال بھی ان پریشانیوں میں خرچ ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

ooo

گیارھویں نصیحت:

ہر حال میں اللہ کی حمد اور شکر بجالانا!

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر دَر حقیقت اس کی نعمتوں کا قلبی اعتراف ہے اسی لئے لازم ہے کہ آپ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی خوب صورت نعمتوں اور اس کے احسانات پر مصروفِ ثنا رہیں۔ لوگوں سے بھی کسی نعمت کا تذکرہ ہو تو رب تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ہونا چاہئے۔ نیز اس کی ان بے پایاں نعمتوں پر ہمیں دل سے اس ذات سے محبّت اور اس کی تعظیم کرنی چاہئے اس یقین کے ساتھ کہ آپ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اسی ذات کا عطا فرمودہ ہے۔[۱]

یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ حمد و شکر کے جذبات اللہ تعالیٰ کی ذات پر کمالِ ایمان کی دلیل، اللہ تعالیٰ کی محبّت اور مدد و نصرت حاصل ہونے اور گناہوں کی بخشش اور ستاری کا یقینی ثبوت ہیں اور ان سے بندۂ مومن کو عالی نفسی، پختہ عقل، اطمینانِ قلب، قوتِ بدن اور عافیت نیز لوگوں کی محبّت حاصل ہوتی ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجالانے والا مُسلمان ہمیشہ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہتا ہے اور جہاں وہ اپنے لئے اچھی چیز کو پسند کرتا ہے وہاں وہ دوسروں کی بھلائی کا بھی خواہاں ہوتا ہے اور کسی سے حسد نہیں کرتا۔[۲]

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا بھی عملی نمونہ یہی ہے کہ آپ ہر حال میں

---

[۱] فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ سورہ نحل:۱۸

[۲] فوائد الحمد والشکر، موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ 5.1781

اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرتے اور اس کی نعمتوں پر بکثرت شکر بجالاتے اور جب کوئی خوشگوار مرحلہ آتا یا آپ اچھی خبر سنتے تو بسا اوقات وفورِ جذباتِ شکر میں بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتے[1]۔ عموماً ان الفاظ کے ساتھ آپ اظہارِ حمد فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ[2]

”اس اللہ کے لیے تمام تر حمد و ثنا جس کی مہربانی سے تمام نیک کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں“

اور جب کوئی ناگوار اَمر پیش آتا تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ[3]

”ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تر حمد و ثنا۔“

اور جب آپ بستر پر تشریف لاتے، نیند سے بیدار ہوتے، کچھ نوش یا تناول فرماتے، نیا لباس یا عمامہ زیبِ تن فرماتے یا چھینک آتی تب آپ ضرور اللہ کی حمد بجالاتے۔ [یہ حمدیہ دعائیں اور مبارک الفاظ کتبِ احادیث اور دعاؤں کے مجموعے حصن حصین میں بآسانی مل جاتے ہیں۔ مترجم]

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

غزوۂ اُحد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جب مشرکین کو ہزیمت سے دوچار کیا اور مُسلمانوں کو فتح و نصرت سے شادمان، تب سپہ سالارِ اعظم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم سب صف بہ صف کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا فریضہ انجام دے کر واپس لوٹیں۔ سب صحابہ تعمیلِ ارشاد میں آپ

---

[1] سنن ابوداود، کتاب الجہاد، باب: فی سجود الشکر

[2] جامع الاحادیث، مسند عائشہ، رقم الحدیث: ۴۲۹۷۹

[3] شرح صحیح بخاری لابن بطال، کتاب التعبیر ۱۰/ ۱۳۲

کے پیچھے صفوں میں بالترتیب کھڑے ہوگئے تو آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں مصروفِ ثناہوئے:......

"اے اللہ! سب حمد و ثنا تیرے لئے ہے، جسے تو عطا کرے کوئی روکنے والا نہیں، جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں، جسے تو گمراہ کردے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں اور جسے تو راہِ راست پر چلائے کوئی اسے بھٹکا سکتا نہیں، جسے تو اپنی رحمت سے دور کردے کوئی اسے قریب لانے والا نہیں اور جسے تو اپنی رحمت سے بہرہ مند فرمائے اسے کوئی دور کر سکتا نہیں۔

اے اللہ! ہم پر اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دے اور ہمیں اپنے فضل اور کشادہ رزق سے مالا مال فرما۔" [۱]

حمد و شکر کا نعمتوں کی بحالی اور برکت لانے میں کیا کردار؟

جی ہاں! اس بات کا سمجھنا بھی از حد ضروری ہے تو خوب جان لیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:......

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ [۲]

"اگر تم (میری نعمتوں پر) شکر کروگے تو میں ضرور تمہارے لئے نعمتوں میں اضافہ کروں گا"

اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ جب انسان ایک نعمت ملنے پر شکر کرتا ہے تو اس طرح کی ایک اور نعمت ملنے کا مستحق بن جاتا ہے اور جب وہ نعمت حاصل ہوجائے اور اس پر شکر ادا کرلیا جائے تب بندہ ایک اور نعمت کا استحقاق پالیتا ہے۔

[۱] مسند احمد، مسند المکیین، حدیث عبد اللہ الزرقی، رقم:۱۴۹۴۵

[۲] سورہ ابراہیم :۷

یوں ایک حامد شاکر صاحبِ ایمان پر انعاماتِ باری تعالیٰ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری وساری ہو جاتا ہے۔[۱]

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"اللہ تعالیٰ بسا اوقات کوئی نعمت دے کر آزماتا ہے اگر وہ اس کی تقسیم اور عطا پر راضی اور خوش ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں برکت اور اضافہ پیدا فرمادیتا ہے اور اگر وہ بندہ اس نعمت کے ملنے کے باوجود ناخوش رہتا ہے تو اس کے لیے جو کچھ مقدور ہے اس سے زیادہ اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔"[۲]

اسی تناظر میں اکابر اہلِ علم کا یہ قول بھی ہے:

"اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے بندوں کو کچھ نعمتیں عطا کرتا ہے پھر جب ہم اس پر ناشکری کرتے ہیں تو وہ انہیں تکلیف و پریشانی کا سبب بنادیتا ہے بایں وجہ شکر کو نگہبان اور محافظ کہا گیا ہے یعنی ادائے شکر سے نعمتیں بحال اور شاداب رہتی ہیں اسی طرح اس کو جالب بھی بتایا گیا ہے یعنی غیر موجود نعمتوں کو کھینچ لانے والا۔"[۳]

امام الاولیا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا زرّیں قول ہے:

"تم پر انعاماتِ ربانی کا شکر لازم ہے اس لیے کہ شاذو نادر ہی کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی قوم سے اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت سلب کرلی پھر دوبارہ انہیں عطا کی ہو۔"[۴]

---

[۱] قول ابو بکر مُزنی رحمۃ اللہ علیہ، موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۱۷۸۰/۵

[۲] مسند احمد، اول مسند البصریین، حدیثِ عرفجہ رضی اللہ عنہ

[۳] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۲۴۱۶/۶

[۴] ایضاً، صفحہ: ۲۴۱۷/۶

بارھویں نصیحت:

ضُعفاء و مساکین سے رحم دلی اور صدقہ

مصیبتوں اور دکھوں کے مارے ہوئے، فقیر و محتاج ، یتامیٰ و مساکین ، مفلس و تنگدست اور بیوائیں وغیرہ سب ضُعفاء میں داخل ہیں۔ ان سب سے رحمدلی سے پیش آنا، مصائب میں ان کے کام آنا، ان کے دکھ دور کرنا، ان سے ہمدردی رکھنا اور ان کی ہر حال میں خبر گیری کرنا، ان سے مناسب رویہ رکھنا اور مال و جان کے اعتبار سے جس قدر ہو سکے ان کا دکھ بانٹنا اور ان کی راحت رسانی کا اہتمام کرنا۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے ان ضعفاء پر ترس کھانا اور اپنے مالی صدقات سے انہیں نفع پہنچانا رحمتِ دو عالم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا نمایاں گوشہ ہے۔ آپ اپنے عملی نمونہ سے دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کرتے تھے۔ آپ اپنے بچوں اور اہل و عیال کے بارے میں بہت رحیم و کریم تھے[۱]۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شخص نے آپ سے کچھ مانگا ہو اور آپ نے عطا نہ کیا ہو۔[۲]

آپ ﷺ ناداروں اور کمزوروں کو خود ملنے جاتے، بیماروں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں بنفسِ نفیس شریک ہوتے۔ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں بالکل درست ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ میں رب تعالیٰ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں“[۳]۔

---

[۱] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، رقم: ۱۸۴۹۰

[۲] سنن دارمی، المقدمہ، باب: کیف کان اول شان النبی ﷺ

[۳] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ۷/ ۱۴۶، رقم: ۱۸۴۹۰

آپ کا فرمان ہے:......
''مَیں تمہارے لئے ایسا شفیق ہوں جیسے باپ (اولاد کے لئے) ہوتا ہے''۔[۱]

آپ کا ارشاد گرامی ہے:
''بیواؤں اور مساکین کی خبر گیری کرنے والا، اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں چل رہا ہو یا اس شخص کی طرح ہو جو صائم النہار اور شب زندہ دار ہو''۔[۲]
فرمانِ مبارک ہے:...... تم یتیموں پر رحم کیا کرو۔[۳]

ان چند ارشاداتِ نبویہ کے علاوہ قرآن وحدیث کے بہت سے اوراق اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور ضعفاء ومساکین پر اپنے اموال خرچ کرنے کو عبادت واطاعت اور اعمالِ صالحہ کا روشن باب بتاتے ہیں۔ بلاشبہ ان لوگوں پر خرچ کرنا اعلیٰ درجہ کی نیکی، عمدہ ایثار، بے مثال مہربانی، بے مثل فیاضی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون کی مضبوط دلیل ہے۔

اور جو استطاعت کے باوجود ایسا نہیں کرتا تو اس کے لئے یہ ایک فرمانِ نبوی ہی کافی ہے۔ ''رحم دلی کسی بدبخت سے ہی دور کی جاتی ہے۔''[۴]

رحم دلی اور صدقہ سے برکتوں کا نزول کیسے؟

اسے سمجھنے کے لئے یہ نکتہ جاننا ضروری ہے کہ ان دونوں کا تعلق نرم روی سے ہے

---

[۱] سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب: الاستنجاء بالحجارۃ
[۲] صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب: فضل النفقۃ علی الاھل
[۳] جامع الاحادیث، الھمزۃ مع التاء، ۱/ ۲۴۰، رقم الحدیث: ۳۷۵
[۴] سنن ابوداود، کتاب الادب، باب: فی الرحمۃ

اور نرم روی یعنی رِفق...... کا تعلق اسبابِ رزق سے ہے اور ہمارے کریم آقا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص نرم روی سے محروم رہا وہ سب خیر سے محروم رہا"[۱]

اور یہ بات بھی مسلَّم ہے کہ ان ضعفاء کے ساتھ رحم دلی کا سلوک، اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کے نزول کا سبب ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد معروف ہے:...... "تم رحم کیا کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور تم معاف کر دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا"[۲]

نیز یہ رحم دلی، مہربانی اور خدا ترسی حاجات و ضروریات کے پورا ہونے میں بھی بڑا عمل دخل رکھتی ہے۔ فرمان نبوی ہے:...... "جو شخص اپنے کسی مُسلمان بھائی کی حاجت براری میں لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت براری فرما دیتے ہیں۔"[۳]

ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:......

"ابُوالدَّرْدَاء! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم نرم خُو بن جاؤ اور اپنی ضروریات کی چیز بھی پالو؟ تم یتیم کے سر پر دستِ شَفقت رکھا کرو اور اسے اپنے ہمراہ کھلایا کرو تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری حاجت بھی پوری ہو کر رہے گی۔"

نیز ان ارشاداتِ نبویہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو رہی ہے کہ ضعفاء و مساکین پر مہربانی اور ان پر خرچ کرنے سے یقینی طور پر رزق بڑھتا ہے۔

اس حدیثِ قُدسی "تم دوسروں پر خرچ کرو تم پر بھی خرچ کیا جائے گا"[۴] اور اس

---

[۱] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی الرفق

[۲] مسند احمد، مسند المکثرین، رقم الحدیث: ۶۲۵۵

[۳] الجمع بین الصحیحین البخاری و مُسلم ۳/ ۱۶۵

[۴] جامع الاحادیث، ۱/ ۲۴۰، رقم الحدیث: ۲۷۵

کے ذیل میں تین فرامینِ نبویہ میں یہی بات بڑے آسان پیرائے میں واضح کی گئی ہے۔

فرامینِ نبویہ:

- ”تم اپنے کمزور لوگوں کو تلاش کر کے میرے پاس لایا کرو اور جان لو کہ انہی ضعفاء کے سبب تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“[۱]
- ”جب بندے نئی صبح کا آغاز کرتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک ان میں سے یہ کہتا ہے: اے اللہ! جو شخص نیکی میں خرچ کرے اسے اور عطا فرما۔ جبکہ دوسرا کہتا ہے: اے باری تعالیٰ! جو روک کر رکھے اس کا مال تلف فرمادے“[۲]

نیز یہ جان لیجئے کہ ضعفاء و مساکین کے ساتھ خدا ترسی کی بہت سی جہتیں ہیں یہ سبھی کارِ خیر کے زُمرہ میں آتی ہیں۔ ان کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے:......

- ”بھلائی کے سب راستے بندوں کو بُرے انجام، آفات اور بربادی سے بچاتے ہیں۔“[۳]

ooo

---

[۱] جمع الجوامع، حرف المیم، رقم الحدیث: ۵۷۹۹
جامع ترمذی، کتاب الجہاد، باب: فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین
[۲] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب: قولہ تعالیٰ: واما من اعطی واتقی وصدق بالحسنیٰ
[۳] جمع الجوامع، حرف الضاد، ۱/ ۱۳۸۴۳

تیرھویں نصیحت:

ادائیگیٔ قرض کے لئے نیت صاف اور اللہ سے مدد کی درخواست!

گرامی قدر احباب!

یہ بات یادر کھنے کی ہے کہ مجبوری کے وقت میں جو شخص آپ کے کام آیا، جس نے آپ کو قرض فراہم کیا اس کا آپ کے اوپر بڑا حق ہے اور اس کے بارے میں ہمارے پیارے آقا ﷺ کا ارشاد زیر نظر ہونا چاہئے:

"اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْوَفَاءُ"[۱]

"بلاشبہ قرض دینے والے کا حق یہ ہے کہ اسے بروقت پورا قرض شکریہ کے ساتھ واپس لوٹا دے۔"

اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ضروری ہے کہ ادائے قرض کے معاملات میں آپ کی نیت صاف اور معاملہ درست ہونا چاہئے اس غرض سے آپ رسول اللہ ﷺ کی یہ مبارک دعا بکثرت پڑھتے رہا کریں...... انشاء اللہ بے حد نفع ہوگا:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ[۲]

ترجمہ: "اے اللہ! مال حرام سے بچاتے ہوئے رزقِ حلال کے ذریعہ میری

---

[۱] الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم الحدیث: ۴۱۱۸،۱/ ۴۱۲

[۲] جمع الجوامع، حرف الھمزۃ، رقم الحدیث: ۴۹۲۵/۱،۱۴۵

کفایت فرما اور اپنے فضل سے مجھے اپنے ماسوا سے بے پرواہ کر دے۔"

برکتوں کے حصول میں ادائے قرض، صاف نیت اور دعا کا کیا کردار؟

اس بات کو دل میں اتارنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کیا خوب ہے:...... "جو شخص لوگوں سے اس نیت سے مالی قرض لیتا ہے کہ جلد ادا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض جلد ہی اتار دیتا ہے اور جو شخص اس کے برعکس نیت سے قرض لیتا ہے پھر اللہ اس کا قرض کبھی نہیں چکاتا۔"[۱]

مُعلّمِ اَخلاق ﷺ کا یہ ارشاد بھی پیشِ نظر رہے:

"جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اور اللہ کو اس کی نیت معلوم ہے کہ یہ جلد ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ قرض دنیا میں ہی سبکدوش کر دیتا ہے۔"[۲]

دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی مدد سے اس کا قرض دنیا میں ہی (یعنی موت سے پہلے) چکا دیتا ہے۔ (مطلب یہ کہ وہ مقروض ہو کر نہیں مرتا۔)[۳]

اور جس مَسنُون دعا کا تذکرہ ہم نے سطورِ بالا میں کیا ہے یہ مبارک دعا ادائیگی قرض میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کو پورے یقین سے بکثرت پڑھا جائے۔ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:......

اے علی رضی اللہ عنہ!

کیا میں تمہیں وہ کلمات بتاؤں؟ جن کے پڑھنے سے اس بڑے پہاڑ جتنا قرض

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب: من اخذ اموال الناس یرید اداءھا

[۲] جمع الجوامع، حرف المیم، ۱/۲۱۵۱۱، رقم الحدیث: ۱۳۵۳

[۳] السنن الکبریٰ للنسائی ۴/۵۸، رقم: ۶۲۸۶

بھی اگر تم پر ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے چُکا دے گا۔

یہ وہی مبارک دعا ہے:......

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

اے اللہ!

مال حرام سے بچاتے ہوئے رزقِ حلال کے ذریعہ میری کفایت فرما اور اپنے فضل سے مجھے اپنے ماسوا سے بے پرواہ کر دے۔[1]

○○○

[1] جمع الجوامع، حرف الہمزۃ، رقم الحدیث: ۱۴۵، ۱/۴۹۲۵

چودھویں نصیحت:

تنگی ہو یا فراخی
ہر حال میں دعا اور استغفار کی کثرت!

آپ کے علم میں ہوگا کہ دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا عبادت کہلاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ثنا، تعریف اور اس کی کبریائی کے کلمات پر مشتمل ہو۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں رب تعالیٰ سے دعا مانگنے والا کسی فائدہ مند چیز یا حاجت کو طلب کرتا ہے یا کسی شر سے بچنے کا سوال کرتا ہے۔[۱]

پھر دعا کی یہ دونوں قسمیں اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے کشادگی لانے والی نیز دشمن سے بچاؤ اور برے انجام سے حفاظت کے لئے بہترین اسلحہ، بھلائی کے حصول اور مفاسد سے محفوظ رہنے کا اچھا سبب ہے۔ اس بات سے دعا کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا مانگنے کا حکم فرمایا اور قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ"[۲]

"اور تمہارے رب نے فرمایا: تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۵ / ۱۹۰۲

[۲] سورہ غافر: ٦٠

سَیِّدُ الرُّسُل حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: دعا افضل ترین عبادت ہے۔ [۱]

آپ نے فرمایا:.....

"بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔" [۲]

رسول کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہمیں بتاتی ہے کہ اکثر آپ کی دعا ان الفاظ کے ساتھ ہوا کرتی تھی: [۳]

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [۴]

"اے ہمارے پروردگار! دنیا کی نیکی عطا فرما اور ہمیں آخرت کی بھلائی نصیب فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچالے۔"

نیز آہستگی سے دعا کرنے میں زیادہ ادب اور عاجزی ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے چند موزوں اور مستجاب اوقات بھی ہیں جو کہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ......

یوم عرفہ، جمعہ کا دن، ماہِ رمضان المبارک، اوقاتِ سحر، کفر و اسلام کے معرکہ کے وقت، بارانِ رحمت کے وقت، نمازِ فرض کے بعد، افطاری کے لمحات میں، سجدوں میں اور دورانِ سفر۔ [۵]

دعا کرنے والے کا قبلہ رُو ہو کر مانگنا، دعائیہ الفاظ کا تین بار دہرانا اور افتتاح و اختتام کے وقت اللہ کی حمد اور نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود شریف پڑھنا شرعی تعلیمات

---

[۱] جمع الجوامع، حرف الھمزۃ، ۱/۴۴۴۰، رقم الحدیث: ۴۰۳۸

[۲] ایضاً، ۱/۹۴۶۰

[۳] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب: فضل الدعاء: ﴿اللھم أتنا فی الدنیا حسنۃ......﴾

[۴] سورۃ البقرۃ: ۲۰۱

[۵] قالہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ، موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۵/۱۹۰۴

میں پسندیدہ اَمر ہے۔

واضح ہو کہ اِستغفار بھی دعا ہی ہے۔ اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے بخشش طَلب کرنا۔ اس کے ساتھ ملتی جلتی چیز غُفران ہے جس کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو عذاب سے بچانا۔

اللہ کریم نے اپنی کتابِ حکیم میں جابجا اہلِ ایمان کو اِستغفار کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:......

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [1]

"تم سب اللہ سے بخشش طَلب کیا کرو، بلاشبہ اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے"

فرمان نبوی ہے:...... "تم اپنے رب سے اِستغفار کیا کرو بیشک میں بھی اپنے پروردگار سے روزانہ سو مرتبہ توبہ و اِستغفار کرتا ہوں [2]۔" حضور نبی کریم ﷺ نے جتنے اِستغفار سکھلائے ہیں ان سب کا سردار سیّد الاستغفار ہے اور وہ یہ ہے:......

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ [3]

"اے اللہ! بے شک تو ہی میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو نے

---

[1] سورہ مزمل: ۲۰

[2] جامع الاحادیث، الہمزۃ مع العین ۴/ ۳۴۳، رقم الحدیث: ۳۳۰۶

[3] ریاض الصالحین، باب: الامر بالاستغفار وفضلہ، عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

مجھے پیدا کیا میں تیرا ہی بندہ ہوں جس قدر میری استطاعت ہے میں تیرے عہد اور وعدے پر کاربند ہوں۔ ہر اس برے کام سے جو میں نے کیا تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جو نعمتیں تو نے مجھ پر کیں ان کا مجھے اعتراف ہے اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے بلاشبہ تیرے علاوہ گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔"

دعا اور استغفار کا برکتیں کھینچ لانے سے کیا تعلق؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ دعا اتنی قیمتی چیز ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے بڑھ کر باعزت چیز کوئی نہیں۔" [1]

فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

"روئے زمین پر جب بھی کوئی مسلمان دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی چیز عطا کر دیتے ہیں جو وہ مانگتا ہے یا اس دعا کے بدلے میں اس سے کوئی شر روک دیا جاتا ہے۔"[2]

آپ ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:......

"جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ مصیبتوں اور پریشانی کے وقت اس کی دعا قبول کی جائے تو وہ آسانی اور فراخی کے وقت میں خوب دعا کیا کرے۔"[3]

ارشاد نبوی ہے......

"تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک وہ یہ

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الدعا، باب: فضل الدعاء

[2] جامع الاحادیث، الہمزۃ مع العین ۴/ ۳۴۳، رقم الحدیث: ۳۳۰۶

[3] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب: دعوۃ المسلم مستجاب

نہ کہے میں نے بہت دعا کی مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔"[1]

فرمانِ مُصطفٰے ﷺ ہے:......

"کوئی بھی مُسلمان جب اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے۔ اس کے سر کے پاس متعین فرشتہ جب بھی سنتا ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی کے لیے دعا کر رہا ہے تو وہ آمین کہتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے اللہ تعالیٰ تیرے حق میں بھی یہ دعا قبول فرمائے۔" [۲]

پس یوں کسی کے حق میں عدم موجوگی میں کی جانے والی دعا آپ کے حق میں بھی برابر کی سطح پر قبول کی جاتی ہے۔ اور یاد رکھو! جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت برابری میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت از خود پورا فرما دیتے ہیں۔[۳]

اہلِ علم محققین حضرات فرماتے ہیں کہ اِستغفار بارانِ رحمت اور رزق کی کشادگی کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے اور اِستغفار کرنے والوں پر کثرتِ رزق، مال وزَر اور اولاد جیسی بیش بہا عنایات کی بارش ہوتی ہے۔

ooo

[۱] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: یستجاب العبد مالم یعجل

[۲] الجامع الصغیر وزیادتہ ۱/۵۷۰، رقم الحدیث: ۵۶۹۲

[۳] نضرۃ النعیم ۲/۳۰۲

پندرھویں نصیحت:

ہاتھ پھیلانے سے بچو!

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور بھیک مانگنا بہت مذموم اَمر ہے اللہ تعالیٰ اس عمل سے ہمارے حفاظت فرمائے یہ تو بندوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے کے مترادف ہے۔ درحقیقت یہ اللہ کا در چھوڑ کر غیروں کے در پر دھکے کھانے اور ذلیل ہونے کا نام ہے اور ان لوگوں کو جو خوشدلی سے خرچ کرنا نہیں چاہتے تنگ کرنے اور زِچ کرنے والا کام ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دل میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے اور سائل یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میرا رزق تو مانگنے ہی میں ہے، نہیں مانگوں گا تو مجھے ملے گا ہی نہیں۔ یہ اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کی واضح دلیل ہے۔ انتہائی مجبوری کے وقت کے علاوہ تو اس سے حاصل کردہ آمدنی، کھانا، پینا اور لباس وغیرہ حرام کے دائرہ میں آتا ہے۔ اور حرام کھانے پینے اور پہننے والے کی دعا بھی بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مِنْ حَیْثُ القَوْم ہماری اس سے حفاظت فرمائے۔

یہ چیز اتنی خطرناک ہے کہ بسا اوقات اس کے باعث بندے کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا۔ بہر صورت لوگوں سے مانگ مانگ کر کھانا اللہ کو انتہائی ناپسند ہے اور دنیا کے ساتھ یہ آخرت کی رسوائی کا سبب بھی ہے۔

محسنِ کائنات، حضرت محمد ﷺ نے صرف تین حالتوں یا تین شخصوں کے لئے

اس کو جائز بتایا ہے۔ فرمانِ رسالت مآب ہے:

"اے قبیصہ رضی اللہ عنہ! صدقہ تو تین آدمیوں کے لئے حلال ہے بس!

- جو شخص قرضوں کے بوجھ تلے بہت زیادہ دب گیا ہو وہ اپنی ضرورت پوری ہونے تک لوگوں سے مانگ سکتا ہے پھر بعد میں (یعنی ضرورت پوری ہونے پر) نہ مانگے۔
- وہ شخص جس کا مال کسی آفت سے برباد ہو گیا تو اس کے لئے اپنے گزر بسر کے قابل ہونے تک مانگنا جائز ہے۔
- وہ آدمی جس پر فقر و فاقہ اس طرح مسلّط ہو جائے کہ اس کی آبادی کے تین بھلے آدمی اس کے فاقہ کی نوبت تک پہنچنے کی گواہی دیں تو اس کے لئے یہ حالت سنورنے تک مانگنا درست ہے۔

اے قبیصہ رضی اللہ عنہ! ان تین کے علاوہ کا مانگنا حرام اور صریح حرام ہے۔"[۱]

☆سوال سے بچنا رزق میں برکت کا سبب کیسے بنے گا؟

اس کے لیے یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ ہاتھ پھیلانا، سوال کرنا اور لوگوں سے لپٹ چمٹ کر مانگنا بذاتِ خود فقر لاتا ہے یہ غِنا کا نہیں بلکہ حقیقت میں فقر و فاقہ کو دائمی بنانے کا سبب ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں واضح ارشاد ہے:......

"جس شخص نے مال پانے یا بڑھانے کے لیے مانگنے کا در کھولا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔"[۲]

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: من تحل لہ الصدقۃ

[۲] کنز العمال، فی ذم السؤال، رقم الحدیث: ۱۶۷۴۴

ایک اور مقام پر آقا علیہ السلام نے فرمایا: جس پر فاقہ آیا اور اس نے لوگوں پر پیش کر کے کچھ حاصل کرنا چاہا تو کبھی اس کا فاقہ دور نہ ہوگا۔[۱]

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”جو شخص سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“[۲]

○○○

[۱] جامع ترمذی، کتاب الزھد، باب: فی الھم فی الدنیا وحبّھا

[۲] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۳۰۲۴

سولھویں نصیحت:

ہر طرح کے ظلم اور مالِ حرام بالخصوص سُود سے اجتناب!

ظلم کسے کہتے ہیں؟ یوں تو ہر ایک جانتا ہی ہے مگر لغت اور اصطلاحِ شرع کے مطابق اس کی وضاحت میں کئی اقوال ہیں:

- دوسرے کے مال میں ناحق تصرف کرنا
- کسی کا حق ہتھیالینا
- عدل سے انحراف کرنا
- بے محل کسی چیز کا استعمال کرنا

پھر اس کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً کسی کا مال ناحق کھانا یا حاصل کر لینا، لوگوں کو بے جا مارنا پیٹنا اور ان پر بے موقع ہاتھ اٹھانا اور کمزوروں پر چڑھ دوڑنا، یہ سبھی ظلم کی اصناف ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''الکبائر'' میں اسے کبیرہ گناہوں میں نمایاں ذکر کیا ہے۔

جان لیجئے! کہ ظالم کو تو اللہ تعالیٰ بھی پسند نہیں کرتا، نبی آخر الزماں حضرت محمد مُصطفےٰ ﷺ نے بھی ناپسند فرمایا اور لوگ بھی ایسے شخص کو قطعی طور پر ناپسند کرتے ہیں۔ یہ بھی سن لیجئے! کہ ظالم شخص اللہ کے ہاں بھی ذلت اٹھاتا ہے اور اسے روزِ

قیامت حضور ﷺ کی شفاعت بھی نصیب نہیں ہوگی۔[۱]

ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ حرام کا لفظ حلال کی ضد میں استعمال ہوتا ہے اور حرام کھانا، یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا کھانا پینا یا اس کے حصول سے شریعت نے روک دیا ہو۔ اور سود وہ مال ہے جو آپ کسی کو قرض دے کر یا اس کے پاس رکھوا کر، اس سے زیادہ مقدار میں واپسی کے طلب گار ہوں، ایسا مال قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح حرام بتایا گیا ہے۔ نیز حرام مال بٹورنا گھٹیا پن اور کمینگی کی علامت ہے۔ لوگوں کی ناگواری اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور لوگوں کے حقوق پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اکلِ حرام سے انسان دنیا میں قبولیتِ دعا سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور آخرت میں آتشِ جہنم اور اللہ کے غصے کا مستحق ٹھہرتا ہے۔[۲]

امام الرُسُل حضرت محمد مُصطفٰے ﷺ نے خود اپنی عملی زندگی میں ہمیں حرام سے بچنے اور حلال کمانے کا بہترین اسوہ فراہم کیا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے:

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر والے کئی کئی راتیں پے در پے یوں گزار دیتے کہ رات کے کھانے کے لئے کچھ میسر نہ ہوتا۔ اس کے باوجود آپ مالِ صدقہ سے کچھ نہ کھاتے۔[۳]

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۱۰/ ۴۸۷۲

[۲] حوالہ بالا، ۹/ ۳۹۷۹

[۳] جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب: فی معیشۃ النبی ﷺ

ظلم، اَکلِ حرام اور سود سے اجتناب کا برکاتِ رزق سے کیا واسطہ؟

جی ہاں! ہم اس بات کو فرمانِ نبوی سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں:......

"مظلوم کی آہ سنی جاتی ہے چاہے وہ خود فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے فسق و فجور کا تعلق اس کی ذات تک محدود ہے۔"[۱]

فرمانِ نبوی ہے:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی دراز کر دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں"[۲]

آپ ﷺ کا عبرت انگیز ارشاد ہے:

"جو کسی کو دکھ دیتا ہے اللہ اسے دکھ دیتا ہے اور جو شخص کسی کو تنگ کرتا اور مشقت میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالتا ہے۔"[۳]

یاد رکھیے! اَکلِ حرام (حرام خوری) سرکشی ہے اور اللہ کے احکام کے بارے میں سرکشی کرنا ایسے گناہوں میں شامل ہے جن کا ارتکاب کرنے والا دنیا میں ہی بہت جلد اپنا انجام بھگت لیتا ہے۔

اس بارے میں یہ فرمانِ نبوی بھی نتائج عبرت کی بخوبی وضاحت کر رہا ہے: کوئی گناہ انسان کو اتنا جلدی دنیا میں سزا نہیں دلواتا جس قدر جلدی بغاوت اور قطع رحمی سزا دلواتے ہیں اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہوگی۔[۴]

---

[۱] اتحاف الخیرۃ المہرۃ، الادب، رقم: ۶۲۱۱

[۲] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب: تحریم الظلم

[۳] جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب: فی الخیانۃ والغش

[۴] جامع ترمذی، کتاب القیامۃ، رقم الحدیث: ۲۴۳۵

نیز اس بات سے باخبر رہیے کہ سود کا انجام تو بہر حال فقر پر ہوتا ہے جلد ہو یا بدیر...... کیونکہ نبیٔ صادق ومصدوق ﷺ کا ارشاد ہے:

"سود جس قدر بھی بڑھ جائے لامحالہ اس کا انجام فقیری ہوگا۔"[۱]

یہ مت بھولئے کہ! حرام کھانے والا اللہ کو ناراض کرلیتا ہے اور سب بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے جب یہ حال ہو پھر بھلا وہ کیسے فراخی اور حصولِ برکت سے بامراد ہوگا۔ حدیثِ پاک میں ہے: " اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے ناراض ہو جاتا ہے تو جبرائیلِ امین کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں کو مبغوض رکھتا ہوں تم بھی اسے مبغوض جانو۔ پس جبرائیل بھی اسے ناپسند جانتے ہیں اور ساتھ ہی آسمان والوں کو ندا کرتا ہے، سنو! اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے ناراض ہے، تم بھی اس سے ناراضگی اختیار کرو تو وہ بھی اس سے ناراضگی رکھ لیتے ہیں اسی طرح اہلِ زمین بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔[۲]

○○○

---

[۱] مسند احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث: ۳۵۶۷

[۲] ایضاً، رقم الحدیث: ۸۹۸۴

سترھویں نصیحت:

اللہ پر کامل بھروسہ!
اپنا مال اور سب چیزیں سپردِ خدا!

اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھنے والا صاحبِ ایمان یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق اور اس کی کفالت کے تمام امور کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ وہ ہر بھلی چیز کے حصول اور بری چیز کے شر سے بچاؤ کے لئے صمیمِ قلب کے ساتھ اسی ذات پر بھروسہ رکھتا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر جانتا ہے کہ ہر چیز دینے والا یا روک لینے والا اور ہر نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے علاوہ کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں۔

جس توکل کا ہمیں مکلف ٹھہرایا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ بھلائیوں کے حصول اور شرور سے دفعیہ کے واسطے ہم جائز اسباب و وسائل کو ضرور بروئے کار لائیں، بعد ازاں اچھے نتائج سے ہمکنار ہونا اللہ پر چھوڑ دیں اور پورے وثوق سے یہ بات مدنظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کا حسنِ عمل ضائع نہیں کرتا، وہ ہمیں ہمارا مطلوب ضرور عطا کرے گا۔ یا بصورتِ دیگر ناگوار حالات سے چھٹکارا دلائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ جاننا بھی از حد ضروری ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہنا اور مطلوبہ کام کے لئے سعی و کوشش نہ کرنا کسی درجے کا توکل نہیں ہے یہ تو عجز، بے بسی یا بالفاظِ دیگر غیر کی بیساکھیوں کا سہارا ہے جس سے رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں روکا اور اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ترجیحاً ثابت ہے کہ تمام لوگوں کے شایانِ شان یہی بات ہے کہ ہر معاملے میں اللہ پر توکل کریں مگر اس کے ہمراہ یہ بھی لازم ہے کہ اپنے آپ کو محنت و کوشش کی عادت ڈالیں۔ جو شخص اس بات کو نہ لے اور اس کے خلاف کہے وہ ناداں ہے۔[1]

یاد رکھئے! کہ اللہ کا بھروسہ، کوئی معمولی چیز نہیں در حقیقت یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کے ساتھ ساتھ کمالِ ایمان اور حُسنِ اسلام کا مظہر بھی ہے۔ اس سے اسکی محبّت و نصرت اور تائید ایزدی حاصل ہوتی ہے اور انسان اپنے تمام حالات و معاملات میں پُر سکون رہتا ہے۔ سو ہر مُسلم پر لازم ہے کہ ہمیشہ اسکی بارگاہ میں التجا کرتا رہے۔ نیز یہ بھی لازم ہے کہ اپنی طَبیعت میں ایسی حرص نہ پیدا کرے کہ طلبِ رزق میں لوگوں کے ہاتھ سے نوالہ چھینتا پھرے، اس سے نہ مشکلیں آسان ہوں گی اور نہ ہی کشادگی ملے گی۔

اور توکل ایسی زبردست خوبی ہے کہ جو بھی اس سے متصف ہو جاتا ہے وہ اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ بن جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ......

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"[2]

اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ اور اہلِ ایمان کو اللہ پر بھروسہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ......

---

[1] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۴.۱۳۷۸

[2] سورہ آلِ عمران: ۱۵۹

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا [۱]

ترجمہ: "اور آپ اللہ کی ذات پر بھروسہ کیجئے اور کافی ہے اللہ بہترین کارساز"

فرمانِ ربُّ العالمین ہے:......

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ [۲]

ترجمہ: "اہلِ ایمان کو یہی شایاں ہے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کیا کریں"

توکل کا برکت و ثروت لانے سے کیا واسطہ؟

اس بات کو یوں سمجھا جائے کہ توکل کرنے والے سے اللہ کریم نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس کے تمام امور کی کفالت کی جائے گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:......

"جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔"[۳]

یعنی جن معاملات میں ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اس میں ضرور کفالت فرماتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ جب اس قادر و غالب اور مہربان ذات پر بھروسہ کیا جائے تو وہ ہر توقع سے بڑھ کر کفایت و کفالت کرتا ہے۔[۴]

اللہ کے لاڈلے پیغمبر، حضرت محمد ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا:

"اگر تم لوگ اللہ کی ذات پر ایسا بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں یوں رزق سے نوازے جیسے پرندوں کو نوازتا ہے۔ کہ صبح بھوکے

---

[۱] سورہ نساء:۸۱

[۲] سورہ آلِ عمران:۱۲۲

[۳] سورہ طلاق:۳

[۴] تیسیر الکریم الرحمٰن، صفحہ:۱۰۲۶

پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔''[۱]

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی کس قدر اثر انگیز ہے:

''جس پر فقر و فاقہ آیا اور اس نے لوگوں پر ظاہر کر کے کچھ حاصل کرنا چاہا تو اس کا فاقہ کبھی دور نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا فقر اللہ کے سامنے پیش کر کے اس سے مدد چاہی تو جلد یا بدیر اللہ ضرور اسے غنی کر دے گا[۲]۔ نیز جو شخص اپنے مال یا اہل و عیال کی حفاظت کے بارے اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس سے یقینی طور پر وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔''

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''رسولِ کریم ﷺ نے حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو سراہتے ہوئے ذکر فرمایا:'' بلاشبہ جو چیز اللہ کے سپرد کی جاتی ہے اللہ اس کی ضرور حفاظت کرتا ہے۔''[۳]

ooo

[۱] جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب: التوکل علی اللہ تعالیٰ

[۲] جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب: فی الہم فی الدنیا وحبہا

[۳] جمع الجوامع، حرف الہمزۃ، ۱/۶۹۱۷، رقم الحدیث: ۱۴۷۸

اٹھارھویں نصیحت:

خرید و فروخت میں سخاوتِ نفس سے کام لیجئے!

سماحت کے معنی ہیں لوگوں سے باہمی معاملات میں کشادہ دلی اور درگزر سے کام لینا۔ متفرق امور میں نرمی اور رواداری سے کام لینا اور سختی سے پرہیز کرنا۔ پھر کچھ اس کی ظاہری علامات بھی ہیں مثلاً خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرے کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا، سلام دعا اور مصافحہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا، رفاقت اور حسن معاشرت اختیار کرنا اور لوگوں کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا۔[۱]

جان لیجئے کہ ...... سماحت یعنی کشادہ دلی اور عالی ظرفی خود نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا حصہ ہے کیونکہ آپ تو سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، دوسروں کو بھی آپ کشادہ دلی کی جانب متوجہ فرمایا کرتے تھے۔

رسولِ اکرم و اطہر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اللہ تعالیٰ اس بندے پر مہربان ہو جو بیچتے وقت بھی کشادہ دلی سے کام لے خریدتے وقت بھی، لیتے وقت بھی اور دیتے وقت بھی۔"[۲]

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"سابقہ امتوں میں ایک شخص ایسا تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر جب اس کا نوکر وصولی کے لئے جاتا تو اسے کہتا کہ تنگ دست سے درگزر کرنا تاکہ اللہ ہم

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۲۲۸۸/۶

[۲] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: السہولۃ والسماحۃ فی الشراء

سے درگزر کرے۔ بعد از وفات جب وہ بارگاہِ خداوندی میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ
نے اس سے درگزر سے کام لیا۔"[۱]

رسولِ کائنات ﷺ کا نہایت حکیمانہ ارشاد ہے:

"جس شخص نے کسی تنگ دست سے (لین دین کے معاملات میں) درگزر کیا یا اپنا حق معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت اپنے عرشِ بریں کا سایہ نصیب کرے گا جس روز اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔"[۲]

اہلِ علم فرماتے ہیں کہ! کشادہ دلی ایسا وصف ہے کہ جسے اللہ، اس کے رسول اور ملائکہ مقربین نے بھی پسند فرمایا ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں ایمان والے کی نشانی ہے۔ سعادت مندی اور خوشگوار زندگی کی ضامن ہے۔ اور خود نبی کریم ﷺ کا کتنا پیارا ارشاد ہے: جو شخص نرم خُو، خوش مزاج اور نرم دل ہو اللہ اس پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتے ہیں۔[۳]

سماحت (کشادہ دلی) سے خوشحالی کیسے آئے گی؟

یہ دریافت کرنے کے لئے درج ذیل امور کو توجہ سے سمجھئے! رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عالی شان ہے:......

"تو کشادہ دلی اختیار کر، تیرے ساتھ کشادگی کا معاملہ ہوگا۔"[۴]

ان قرائن کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ خرید و فروخت کے جملہ معاملات میں کشادہ ظرفی اپنانے سے فراوانی اور برکتِ رزق کا اہم دروازہ بندے کے لئے

---

[۱] مسند احمد مسند المکثرین، رقم الحدیث: ۲۶۳۰۷

[۲] جامع ترمذی، کتاب البیوع، باب: فی اِنظار المعسر والرفق بہ

[۳] المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۱/ ۲۱۵

[۴] المعجم الصغیر للطبرانی ۲/ ۲۸۱

کھل جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ ایسے فراخ دل آدمی کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں یوں اس کے چاہنے والوں اور اس کے حُسنِ معاملہ سے متاثر لوگوں کا ہجوم لگ جاتا ہے جو یقیناً فراخی اور وسعتِ رزق کا قوی سبب ہے۔

اس ضمن میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ایسا کشادہ ظرف آدمی جب کسی کو زیادہ دیتا ہے یا اپنے حق میں اللہ کی رضا کے لئے کچھ کمی کر لیتا ہے تو اس کے لئے یہ اَمر بھی فراخیِ رزق کا باعث بن جاتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:......

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ [1]

"اور جو کچھ تم اللہ کے لیے خرچ کرتے ہو وہ اس کا بدل عطا کرتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ کے ذیل میں مشہور مفسر علامہ ابوالفِداء عمادُالدّین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب بھی تم ایسی جگہ خرچ کرو گے جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہو یا اس نے اسے مباح (جائز) رکھا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں تمہیں اس کا نعم البدل عطا کرے گا۔ اور آخرت میں بہترین اجر و ثواب سے نوازے گا۔ [2]

ooo

---

[1] سورہ سبا:۳۹

[2] تفسیر ابن کثیر ۳/ ۵۹۵، دارالفیحاء، ریاض

انیسویں نصیحت:

بُرے خوابوں کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے!

آپ کو معلوم ہے نا! کہ اچھے خواب رب تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں اور سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ نیک آدمی کے لئے اس میں بشارت اور راہنمائی ہوتی ہے۔ ایسے خواب کبھی آدمی خود دیکھتا ہے اور کبھی اس کے بارے میں کوئی دوسرا شخص دیکھتا ہے۔ اس کے برعکس برے یا ڈراؤنے خواب شیطان کی جانب سے ہوتے ہیں جو ہمیں پریشان کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ کچھ خواب بندے کی اپنے نفس سے ہمکلامی کے طور پر ہوتے ہیں یا ایسے مشاغل جن کو انسان جاگتے ہوئے انجام دیتا ہے، دماغ انہی کو ایک طرح سے دھراتا ہے۔

ہماری ان باتوں کی تائید اِس فرمانِ نبوی سے ہوتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں:

① ڈراؤنے اور مایوس کُن خواب شیطانی ہوتے ہیں جن سے ابنِ آدم کو وہ غمگین اور پریشان کرنا چاہتا ہے۔

② جاگتی حالت میں انسان جن امور کا اہتمام کرتا ہے انہیں بسا اوقات خواب میں بھی دیکھتا ہے۔

③ کچھ خواب سچے اور صحیح ہوتے ہیں جو کہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔[1]

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الرؤیا، باب: الرؤیا ثلاث

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اچھے خواب رحمان کی جانب سے اور برے خواب شیطان کی جانب سے ہوتے ہیں۔"[۱]

فرمانِ نبوی ہے:

"اچھے خواب بندۂ مُسلم کے لئے بشارت ہوتے ہیں وہ خود دیکھے یا اس کے بارے میں کوئی اور دیکھے۔"[۲]

رحمتِ کائنات ﷺ نے فرمایا: نبوت باقی نہیں رہی صرف مُبَشِّرات باقی ہیں۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے نبی ﷺ! مُبَشِّرات کیا چیز ہیں؟
رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب۔[۳]

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

"خوابوں کی تین اقسام ہیں: اللہ کی جانب سے بشارت، حدیثِ نفس اور شیطان کا ڈرانا۔"[۴]

اِن نبوی تعلیمات کا خلاصہ:

ان پیاری پیاری نبوی نصیحتوں کا خلاصہ اور لُبِ لُباب پیشِ خدمت ہے۔

❖ جب آپ کو اچھے خواب کے طور پر کوئی بشارت ہو تو اس پر آپ ضرور بارگاہِ خداوندی میں کلمۂ شکر ادا کریں کیونکہ ربِ کریم کا یہ انعام واحسان ہے، بعد ازاں تعبیر کے لئے کسی صالح اور ہر دلعزیز شخص سے رابطہ فرمایئے۔

---

[۱] صحیح مُسلم، کتاب الرؤیا، رقم الحدیث: ۴۱۹۷

[۲] جمع الجوامع، حرف الراء ۱/۱۲۹۳۶

[۳] صحیح بخاری، کتاب الرؤیا، باب: المبشرات

[۴] سنن ابن ماجہ، کتاب الرؤیا، باب: الرؤیا ثلاث

❖ خدانخواستہ اگر کوئی ایسا خواب نظر آئے جو آپ کو ناگوار لگے تو مناسب اَمر یہ ہے کہ آپ اسی وقت کروٹ تبدیل کرلیا کریں اور بائیں جانب تین بار تھتکار دیا کریں۔ اس خواب اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ اور پھر کسی کو اس خواب سے متعلق کچھ ذکر نہ کریں۔ بہر صورت خواب کے جملہ امور میں یہ بات ضرور مدِ نظر رکھنی چاہئے کہ خواب کا تذکرہ یا اس کی تعبیر اپنے کسی ہمدرد اور مُخلص صاحبِ علم دوست سے یا پھر کسی متقی عالم سے معلوم کی جائے۔ بایں وجہ کہ اگر وہ خواب آپ کے حق میں اچھا نہ ہوا تو وہ خاموشی اختیار کرلیں گے اور اچھے خواب کی صورت میں آپ کو خوبصورت سی تعبیر دے سکیں گے۔

اس کی دلیل کے طور پر یہ حدیثِ پیغمبر علیہ السلام ملاحظہ فرمائیں:

"جب تم ایسا خواب دیکھو جو پسندیدہ ہو تو جان لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے لہٰذا اس کا شکر بجالاؤ[۱]۔ اور اس خواب سے خوشی پانے کے لئے اس شخص کو بتاؤ جو تمہارا پسندیدہ ہو[۲]۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو جونہی آنکھ کھلے بائیں جانب تین بار تھتکار دے[۳]۔ کسی کو اس خواب سے آگاہ نہ کرے[۴]۔

اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے[۵]۔ پہلے جس کروٹ پر سویا تھا اسے

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: الرؤیا من اللہ تعالیٰ
[۲] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، رقم الحدیث: ۴۱۹۷
[۳] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: النفث فی الرقیہ
[۴] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا
[۵] موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب: فی الرؤیا

تبدیل کرلے[۱]۔ کسی خیر خواہ یا عالم سے ہی اس کا تذکرہ کرے[۲]۔ یا دانا شخص یا کسی پسندیدہ آدمی سے بیان کرے[۳]۔"

بُرے خوابوں پر خاموشی اور برکت کا کیا جوڑ؟

اس میں ایک گہرا اور بڑے کام کا نکتہ ہے وہ یہ کہ خواب کی جو تعبیر بتائی جائے وہی واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے کوئی بُرا یا ڈراؤنا خواب دیکھا پھر کسی حاسد، بغض رکھنے والے یا نادان شخص سے اس کا ذکر کر دیا تو جیسی کیسی تعبیر اس نے بیان کر دی ویسے ہی واقع ہو جائے گی...... لہٰذا اس بات کو ذہن میں رکھئے اور خوابوں کے بُرے اثرات سے اپنے آپ کو بچا لیجئے۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ آگے بڑھنے سے پہلے ایک لمحہ توقف کیجئے اور گزشتہ پیراگراف کا دوبارہ پورے دھیان سے مطالعہ کر لیجئے۔

نیز رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"خوابوں کی جیسے تعبیر دی جائے ایسے ہی واقع ہو جاتے ہیں۔"[۴]

آپ نے اس کی مثال یوں بھی ارشاد فرمائی کہ! جیسے ایک شخص نے دونوں پاؤں زمین سے اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ منتظر ہے کب انہیں زمین پر رکھے۔[۵]

خواب پرندے کے پاؤں (یا پاؤں کے ساتھ لگے تنکے) کی طرح ہوتا ہے جب

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، رقم الحدیث: ۴۱۹۶

[۲] المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۴/ ۴۳۳، رقم الحدیث: ۸۱۷۷

[۳] جامع ترمذی، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲۰۴

[۴] المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۴/ ۴۳۳، رقم الحدیث: ۸۱۷۷

[۵] صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۱۶۱۲

تک اس کی تعبیر نہ دی جائے جونہی اس کی تعبیر بتائی یا متعین کی وہ واقع ہو جاتا ہے۔[۱]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھو تو وہ از جانبِ شیطان ہوتا ہے لہٰذا رب تعالیٰ سے پناہ چاہو۔ اور کسی سے ذکر نہ کرو پس تم اس کے شر اور ضرر سے بچ جاؤ گے۔"[۲]

تو ثابت ہوا کہ ایسے خوابوں میں آپ کی خاموشی ان کے واقع ہونے میں رکاوٹ بن جائے گی اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا اور کسی بے علم یا بد خواہ سے ایسے خوابوں کا تذکرہ کر ڈالا تو پھر نبوی تعلیمات کے مطابق عمل نہ کرنے کے باعث آپ اس مذکورہ ضرر سے نہیں بچ پائیں گے اور نقصان اور خسارہ لازم آئے گا اور بہت سی برکتوں سے محرومی ہو جائے گی۔

○○○

---

[۱] مسند احمد، اول مسند المدنیین، رقم الحدیث: ۱۵۵۹۴

[۲] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: الرؤیا من اللہ تعالیٰ

بیسیویں نصیحت:

عبادات بالخصوص فرائض کی ادائیگی میں ہرگز غفلت نہ کی جائے!

عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کا اطلاق ہر ایسے ظاہری و باطنی قول و عمل پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے مطابق ہو۔ اس کا لفظی معنیٰ ہے جھک جانا، فرماں برداری کرنا اور اطاعت بجالانا۔

یہ بھی جان لیجئے کہ! عبادت کے لفظ میں اپنے معبود سے محبّت رکھنا اور اس کے لئے جھکنا دونوں چیزیں شامل ہیں۔ ذرا سوچئے! جسے آپ محبوب تو رکھتے ہیں لیکن اس کے آگے جھکتے نہیں تو پھر آپ اس کے عبادت گزار تو نہ ہوئے۔ اسی کے برعکس آپ اس کی عبادت تو کرتے ہیں مگر اس سے آپ کو حقیقی محبّت حاصل نہیں تو بھی آپ اپنے معبودِ حقیقی کے عابدِ حقیقی نہ بن سکے۔[۱]

نیز عبادت وہ مقصود ہے جس کی خاطر اللہ کریم نے جنوں اور انسانوں کو وجود بخشا چنانچہ سب رسول اسی غرض سے مبعوث ہوئے کہ لوگوں کو ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت پر لگائیں اور اس کے بندوں کو اسی کے سامنے جھکائیں۔[۲]

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تلاوت عبادت ہے تو دعا اور ذکر اللہ بھی عبادت ہے اسی طرح حتّٰی المقدور سچ بولنا، لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا، اچھے اور پاکیزہ اخلاق و

---

[۱] موسوعۃ نضرۃ النعیم فی اخلاق الرسول الکریم ﷺ ۷/۲۷۴۲

[۲] تیسیر الکریم الرحمٰن، صفحہ: ۹۵۸

عادات اپنانا اور ناگواریوں پر صبر سے کام لینا، شرعی اعتبار سے یہ سب زُمرۂ عبادت میں داخل وشامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فرائض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم ٹھہرایا ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی واضح حدیث کو یوں بیان فرمایا ہے :

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس بات کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج بیت اللہ اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''[1]

پس نماز اہم عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ دعا بھی ہے اللہ کی بزرگی کا بیان اور لائقِ تبریک بھی ہے۔ مغفرت کا سامان، راحتِ قلب و جان اور بندے اور رب کے درمیان پیمان ہے جس سے بندۂ مُسلم کے دل میں اللہ کا دھیان اور خوف پنپتا ہے نیز اس سے ایمانی ضمیر اُجاگر ہوتا ہے جو بندے کو خیر کی طرف لے آتا اور برائی سے بچاتا ہے۔

زکوٰۃ دَر حقیقت اموال کے بڑھنے اور قلب وجاں کی پاکی کا بہترین ذریعہ ہے وہ ایمان کی سچائی، باہم رحم دلی اور غم خواری کی واضح بُرھان ہے نیز زکوٰۃ، حصولِ نعمت ،دفعِ نقمت اور مال وزَر کی برکت کا یقینی ذریعہ ہے۔

ارکانِ خَمسَہ میں سے صومِ رمضان کی بھی کیا بات ہے! یاد رہے روزہ کو ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ جو نسبت اور خصوصیت حاصل ہے وہ اس کے علاوہ عبادات کو حاصل نہیں گرچہ اپنی جگہ ان کی اہمیت میں بھی کوئی کلام نہیں۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: بنی الاسلام علی خمس

حدیث قُدسی کے مبارک الفاظ ہیں :......

”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“[۱]

اس نسبت سے بڑھ کر مزید سعادت کیا حاصل ہو سکتی ہے۔ یہاں یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ روزہ کو یہ افضلیت حاصل ہونے کی آخر کیا وجہ ہے؟ تو سن لیجئے کہ! اس کی دو وجہیں ہیں۔

- اول: یہ ایک ایسا پوشیدہ اور باطنی عمل ہے جو مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل ہے اور رِیا کا اس میں دخل نہیں۔
- دوم: یہ دشمن پر غلبے کا قوی سبب ہے۔

علاوہ ازیں یہ نفس کی پاکی، بدن کی حفاظت، طَبیعت میں شائستگی لانے، اللہ کی محبّت و اطاعت کا ثمر لانے اور اللہ کا دھیان جمانے اور خشیتِ الٰہی کا عمدہ ترین سبب ہے۔

اسی طرح حج اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے وہ عمر بھر کی عبادت، عشق و محبّت کی معراج، اسلام اور ایمان کا مظہر کامل ہے جو بدن کو گناہوں کے بوجھ سے پاک اور آزاد کرتا ہے نیز بندۂ مُسلم کو قربانی کا خُوگر بناتا ہے، نفسانی لذات و شہوات سے گلوخلاصی اور چھٹکارا دلاتا ہے اس کے ساتھ وہ رب تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبودیت کا اعلان واعلام بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا کیا خوب ارشاد ہے: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حجِ مَبرُور کی جزا تو جنّت ہی ہے۔[۲]

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب: قولہ تعالیٰ: ﴿یریدون ان یبدلوا کلام اللہ......﴾

[۲] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب: وجوب العمرۃ وفضلہا

نفلی عبادات:

فرض نماز کے ساتھ نفلی عبادات، سُنَنِ غیر مؤکدہ اور تہجد وغیرہ، فرض زکوٰۃ کے ساتھ نفلی صدقات، فرض روزوں کے ہمراہ نفلی روزے اور حجِ بیت اللہ کے ساتھ نفلی عمرے یہ سب چیزیں اس مقبول عبادت میں شامل ہیں جن کی بدولت انسان اللہ کا قرب پالیتا ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے:

"میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے اور نوافل کے ذریعے ہمیشہ میرا قرب پانے کے لئے کوشاں رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبّت کرنے لگتا ہوں پس جب میں اس سے محبّت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے پس اگر مجھ سے کوئی چیز مانگے تو اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ چاہے تو اسے اس سے پناہ دے دیتا ہوں۔"[1]

فرائض کی درست ادائیگی کیا برکت لاتی ہے؟

کیوں نہیں؟ ابھی سطورِ بالا میں یہ بات گزری ہے کہ رب تعالیٰ کی یہ پسندیدہ عبادات ہیں جن کے ذریعے انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اس کی حفاظت میں آجاتا ہے اس کی دعائیں شرفِ قبولیت پانے لگتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ ارشادِ قدسی

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقائق، فی التواضع

بھی ملاحظہ کر لیجئے!

"اے ابنِ آدم!

دن کے آغاز میں تو میری رضا کی خاطر چار رکعت ادا کر لیا کر میں پورا دن تیری کفایت کروں گا۔"[۱]

دوسری روایت میں کچھ یوں ہے: دن کے ابتدائی حصے میں تو اگر چار رکعت ادا کرنے سے قاصر نہ رہے تو میں دن بھر میں تیری کفایت کروں گا۔[۲]

رحمۃٌ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حج و عمرہ لگاتار کیا کرو! یہ گناہوں اور فقر کو یوں مٹا دیتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی سونے، چاندی اور لوہے کا کھوٹ دور کر دیتی ہے۔[۳]

حبیبِ کبریا ﷺ کا فرمان ہے:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک خوب صورت انداز میں میرے سامنے جلوہ گر ہوا اور فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میرے برگزیدہ فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یہ کفارات اور درجات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ یعنی جو چیزیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں مثلاً انتظارِ نماز میں مساجد میں ٹھہرنا، پاپیادہ نماز باجماعت کی خاطر جانا، سخت سردی وغیرہ ناگواری کی حالت میں وضو کرنا وغیرہ۔"

رب تعالیٰ نے فرمایا:

"اے محمد مصطفےٰ ﷺ! آپ نے سچ کہا! پس جس شخص نے ایسے عمل کو

---

[۱] مسند احمد، باقی مسند الانصار، رقم الحدیث: ۲۱۴۳۳

[۲] حوالہ بالا، رقم: ۲۱۴۳۱

[۳] جامع ترمذی، کتاب الحج، باب: فی ثواب الحج والعمرۃ

اپنایا وہ اچھی زندگی اور بھلی موت پائے گا۔"[۱]

اس سے برکت لانے اور فقر زائل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بندۂ مُسلم جب ان شرعی عبادات اور فرائض کو پوری محبّت سے ادا کرتا ہے تو اس کا دل اللہ اور اس کے رسول پر یقین اور کتاب و سُنّت کی پیروی میں ایسے اعمال میں لگتا ہے کہ پھر اسے دنیا میں ہی حیاتِ طیبہ حاصل ہو جاتی ہے اور آخرت میں اسے جو بدلہ عطا ہو گا وہ تو اس کے عمل سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

نیز حیاتِ طیبہ، ہر طرح کی راحت، اطمینانِ قلب، دل کے ہمہ قسم اندیشوں سے پاک اور پُر سکون زندگی پر مشتمل ہوتی ہے۔ "اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔"[۲]

فرمانِ رب العالمین ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [۳]

ترجمہ: "جو شخص نیک عمل کرے وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور (آخرت میں) ان کے کئے ہوئے اعمال سے اچھا صلہ دیں گے۔"

آخر میں یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اگر آپ کسی ایسے شخص کو جانتے، دیکھتے ہیں جو اسلامی فرائض میں کوتاہی اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہے اس کے باوجود اس کے پاس

---

[۱] مسند احمد، مسند بنی ہاشم، رقم: ۳۳۰۴

[۲] سورہ طلاق:۳

[۳] سورہ نحل:۹۷

خوب مال و اسباب اور اولاد موجود ہے اور اسے عزت و جاہ بھی حاصل ہے تو کچھ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے آقا رسولِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اس بات کی پہلے سے ہی وضاحت فرمادی ہے۔

فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

"جب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو حسبِ طلب اموالِ دنیا دیئے جاتے ہیں اور وہ برابر اللہ کی نافرمانی میں مصروف بھی ہے تو یہ اِستِدرَاج (یعنی رَبُّ العالمین کی جانب سے ڈھیل) ہے[۱]۔ اس ارشاد کے بعد رسولِ کریم ﷺ نے کتابِ حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی :......

ترجمہ: "پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو انہیں دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک یوں پکڑا کہ وہ بالکل ناامید ہو کر رہ گئے۔"[۲]

ooo

[۱] مسند احمد، مسند شامیین، رقم الحدیث: ۱۶۶۷۳

[۲] سورہ انعام: ۴۴

اختتامیہ

[از مؤلف]

جیسا کہ آپ نے ساری کتاب کا مطالعہ کیا ہے اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے ارشادات اور عملی اعتبارات کو ہی ہم نے ذکر کیا ہے جن کا اللہ کریم کی ذاتِ علیم و حکیم نے آپ کو علم بخشا اسی کے ساتھ ہمارے حالات بہتر ہوں گے اور ہماری دنیا و عقبیٰ کے سب کام سنوریں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اس بات کا حکم فرمایا کہ آپ ہم سے علم کے اضافے کی دعا مانگا کریں کیونکہ علم ہی ساری بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: وَقُل رَّبِّ زِدۡنِي عِلۡمٗا[۱]۔ پھر اس دعا کا ثمر جو کہ ہمیں محققین علماء کرام نے بتایا ہے یہ ملا کہ آپ ﷺ کا علم مبارک تاوقتِ وصال روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ درج ذیل حدیث اس بات کی شاہد ہے:

> بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ پر وحی پورے تسلسل کے ساتھ آتی رہی یہاں تک کہ جس روز آپ ﷺ کا وصال ہوا اس روز وحی کا نزول سب سے زیادہ ہوا۔[۲]

پس علومِ نبوی ﷺ کی عظمت و وسعت، آپ کے بہترین آدابِ زندگی اور پیاری سیرت کا کیا کہنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اللہ جسے چاہتا ہے حکمت سے نوازتا ہے اور جو شخص اس کی حکمت سے نوازا گیا اسے خیرِ کثیر عطا کی گئی۔[۳]

---

[۱] سورہ طٰہٰ: ۱۱۴

[۲] تفسیر ابن کثیر، مقدمہ، ۱/۲۲۔

[۳] سورہ بقرہ: ۲۶۹

اور پھر اسی کلامِ ناطق یعنی قرآنِ مجید نے ہمیں بتایا ہے:......

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

کہ آپ کی گفتگو ذاتی خواہش یا اغراض پر مشتمل نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ ﷺ باقاعدہ بغیر کسی کمی بیشی کے وہی نطق فرماتے تھے جس کا اللہ کریم نے آپ کو لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا تھا[۱]۔ محمد مصطفٰے ﷺ کا ارشاد ہے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو کام میں خود کرتا ہوں (یعنی عملی طور پر جس کا نمونہ فراہم کر رہا ہوں) اس سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں یقیناً میں سب سے زیادہ اللہ کے احکام کا علم رکھنے والا اور خشیتِ الٰہی کا پابند ہوں۔[۲]

ان مذکورہ ساری باتوں کے پیشِ نظر، نبی کریم ﷺ کا حقیقی ادب اور آپ کی ذات سے اصل محبت یہی ہے کہ آپ کے ارشاداتِ عالیہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے، آپ کی تعلیمات پر دل و جان سے یقین کرتے ہوئے انہیں سچا جانتے ہوئے مضبوطی سے عمل کیا جائے۔[۳]

بارگاہِ خداوندی میں ہماری التجا ہے، کہ وہ اللہ ہمیں ایسا علم عطا فرمائے جو ہمیں نفع دے اور جو علم ہمیں عطا کیا ہے وہ ہمارے لئے نافع بنائے بلاشبہ وہ خوب عطا کرنے والا اور بہترین مددگار ہے۔

اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ونبينا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين والحمد لله رب العالمين

☆☆☆

---

[۱] تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، سورہ نجم: ۳

[۲] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: من لم يواجه الناس بالعتاب

[۳] قاله ابن القيم، موسوعة نضرة النعيم في اخلاق الرسول الكريم ﷺ ۱۴۸/۲

وسعتِ رزق کے لئے تین قیمتی اُصول

[از مترجم]

پہلا اُصول:

رزق کی ناقدری سے بچیئے!

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک روز اللہ کے رسول ﷺ گھر میں تشریف لائے دیکھا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا گرا ہوا ہے اسے اٹھایا صاف کیا اور تناول فرمالیا اور پھر مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا!

اس عزت والی چیز کی قدر کیا کرو!

کیونکہ یہ اللہ کا رزق جب ایک قوم سے پھر جائے تو واپس نہیں آتا۔[1]

تجربے اور مشاہدات کی روشنی میں بھی یہ چیز بارہا دیکھی، سنی اور پڑھی ہے کہ رزق کی ناقدری جہاں کی گئی وہاں سے برکت اٹھ گئی۔ اُٹھ نہیں گئی بلکہ اُٹھالی گئی۔ اس لئے اس مذکورہ فرمانِ مبارک کی روشنی میں زندگی کا یہ اصول بنالیجئے کہ رزق کی ناقدری سے ہر حال میں بچنا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم پرواہ نہیں کرتے اور رزق کے ذرّے یا روٹی کے ٹکڑے نیچے پھینک دیتے ہیں کبھی وہ پاؤں کے نیچے آجاتے ہیں کبھی جوتوں سے انہیں بے خطر روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں تو اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب: النہی عن القاء الطعام

رزق کی تنگی کا شکار کر دیتا ہے۔ اب ذرا اس کا دوسرا پہلو سوچئے! بات خود بخود آپ کے دل میں اتر جائے گی ...... وہ یہ کہ اگر کوئی روٹی کا ٹکڑا یا کھانے کی کوئی چھوٹی بڑی چیز، آپ نے زمین پر پڑی دیکھی پھر اسے آپ نے اٹھالیا اسے دھو کر صاف کر لیا اور پھر کھالیا تو اللہ تعالیٰ آپ سے کتنے خوش ہوں گے کہ میرے بندے نے میرے رزق کی کتنی قدر کی ہے اور جب اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے تو کیا آپ کے رزق میں کمی آئے گی یا اضافہ ہوگا؟ میرے دل کی تو یہی پکار ہے کہ یقیناً اضافہ ہوگا۔

دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ رزق کو یوں زمین پر گرانا ناشکری ہے اور اسے نہ گرانا یا گرنے سے بچالینا یا گری ہوئی چیز اٹھالینا یہ اللہ کی نعمت کا شکر ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ جو میری نعمتوں پر شکر کرے گا میں اس کے لئے اپنی نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا......

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ [1]

میں سمجھتا ہوں کہ جیسے اللہ کا نام زمین پر گرا ہوا تھا اسے اٹھانے پر اللہ راضی اور خوش ہوئے اور اپنے بندے کا نام بلند کر دیا ایسے ہی جو شخص رزق کا ٹکڑا زمین سے اٹھائے اور اس کی قدر کرے تو گویا اللہ کی بارگاہ میں یہ اعلان ہو جاتا ہے اے میرے بندے! تو نے میرے رزق کی قدر کی اب ہم تجھے رزق کی تنگی سے دوچار نہیں کریں گے...... تو نے ہماری نعمت کی قدر کی اب ہم تیری قدر بڑھا دیں گے۔ یہ میرا حُسنِ ظن اور اپنے کریم رب سے نیک امید اور تمنّا ہے جو اس کی رحمت سے بعید بھی نہیں۔

ذیل میں وہ واقعہ بھی اختصار کے ساتھ درج کر رہا ہوں تفصیل سے پڑھنا چاہیں تو کتاب ''اولیاء اللہ کے اصلاحی واقعات، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، لاہور'' میں پڑھ سکتے ہیں۔

---

[1] [سورہ ابراہیم :۷]

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اللہ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ ایامِ نوجوانی میں وہ عیش و عشرت اور آزاد خیالی کی زندگی گزارتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ جوانی کے خمار میں میکدہ کی جانب بڑھے چلے جا رہے تھے۔ شراب کے رَسیا تھے اور شراب نوشی کی طلب میں جاتے ہوئے آپ نے دفعتہً زمین پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کاغذ کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا ہے اور اس پر نامِ اللہ لکھا ہوا ہے آپ نے انتہائی ادب و تعظیم کے ساتھ اس کو اٹھایا ...... دھو کر پاک کیا، عطر لگایا، چوما اور پھر اسے ایک پاکیزہ جگہ پر رکھ دیا۔

اسی رات جب آپ سوئے ہوئے تھے تو ایک غیبی ندا آپ کو سنائی دی کہ ......
اے بِشر! تو نے میرے نام کو بلند کیا میں تیرے نام کو بلند کر دوں گا۔

☆☆☆

دُوسرا اُصول:

میانہ روی اختیار کیجئے!

ہر شخص کے کام کرنے کا ایک ڈھنگ ہوتا ہے اور پھر ہر کام کا ایک اپنا طریقہ ہوتا ہے جس کے مطابق وہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ کہیں جلدی مناسب ہوتی ہے اور کہیں سوچ و بچار اور سکون و وقار۔ نیکی کے تمام کاموں میں جلدی کی موزونیت زیادہ ہے لیکن باقی کاموں کا معاملہ اس کے سوا ہے۔

اللہ کریم نے اپنی کتابِ ہدایت میں اپنے پسندیدہ بندوں کے ذکر میں فرمایا:......

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَامًا[1]

تَرجَمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اُڑاتے ہیں نہ بخل برتتے ہیں، جبکہ ان دونوں کے درمیان کا رستہ نہایت معتدل ہے۔

اس ارشادِ ربانی میں دو انتہائی مذموم حالتوں کی مذمت اور اس کے درمیان والے معاملے کی تحسین کی گئی ہے۔ یعنی ایک طرف اِسراف ہے بے جا اور فضول مال اُڑانا اور دوسری طرف بخل اور کنجوسی ہے یعنی جائز اور مناسب موقع پر بھی مال خرچ کرنے سے گریز کرنا اور مال کو بچا بچا کر رکھنا۔ یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ ان کے درمیان کا رستہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اللہ کے نیک بندوں کا شعار ہے عقل مندوں کی علامت اور صالحین کا طرزِ عمل ہے وہ اعتدال اور میانہ روی کہلاتا ہے اسے قناعت کے خوب صورت نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

کتابِ ناطق میں فرمانِ ربُّ العالمین ہے:

---

[1] سورہ فرقان: ۶۷

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [1]

"جو شخص نیک عمل کرے وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور (آخرت میں) ان کے کئے ہوئے اعمال سے اچھا صلہ دیں گے۔"

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حیاتِ طیبہ کی وضاحت کرتے ہوئے متعدد اقوال ذکر کئے ہیں ان میں سرفہرست قناعت کو لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کی بدولت بندوں کو قناعت سے نواز دیتے ہیں۔[2]

نیز قناعت اپنے گزربسر اور اخراجات میں وہ درمیانہ درجہ ہے جس سے انسان خواہشات کو تج کرکے بڑے سکون سے اپنی زندگی گزارتا ہے۔ درحقیقت یہ دل کے اطمینان کا واضح ذریعہ ہے جس سے طبیعت میں لالچ نہیں رہتا اور آنکھ کی حرص مِٹ جاتی ہے انسان ہر گھڑی اپنے مال کو بڑھانے یا عصرِ حاضر کی زبان میں مال کو ڈبل کرنے کے چکر سے نکل جاتا ہے۔

فرمانِ نبوی ہے:......

"تم قناعت کو اختیار کرنا اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ یہ ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔"[3]

---

[1] سورہ نحل: ۹۷

[2] تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/ ۱۷۰

[3] کنزالعمال ۳/ ۳۹۳

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ۔ [۱]

"آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھئے اور نہ ہی اسے بالکل کشادہ کر دیجئے۔"

وہ انسان جو اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کے ان مبارک ارشادات پر کان دھرتا ہے اور قناعت اختیار کرتا ہے وہ بہت سے بے جا اخراجات سے بچ جاتا ہے، اس کی روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور وہ محتاجی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہماری اس بات کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے واضح طور پر ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ [۲]

"قناعت ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا"

قناعت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بہت مؤثر ہے:

"تم ایسے شخص کی جانب دیکھا کرو جو دنیاوی اعتبار سے تم سے کم ہو، ایسے آدمی کو مت دیکھو جو مالی اعتبار سے تم پر فائق ہو تاکہ تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری نہ آنے پائے۔" [۳]

☆☆☆

---

[۱] سورہ بنی اسرائیل:۲۹

[۲] جمع الجوامع للسیوطی ۱/۱۵۰۹۵

[۳] صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: الدنیا سجن المؤمن

تیسرا اُصول:

غریبوں کو حقیر مت جانئے!

سب انسان اللہ تعالیٰ کی حُسنِ تخلیق کا شاہکار ہیں اس کی مشیّت میں جیسے آیا اس نے ہر ایک کو ویسا ہی پیدا فرمایا اب کسی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی وجہ سے دوسرے انسانوں پر اپنی فوقیت جتائے۔ سب انسان اللہ کے بندے ہیں اللہ کے بندوں میں نقائص تلاش کرنا ان کی عیب جوئی کرنا یا ان سے حقارت برتنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اسلام باہمی محبّت، الفت اور دلجمعی کو پسند کرتا ہے۔ پھر ایک انسان دوسرے شخص کی اگر تحقیر کرتا ہے تو اپنے مال، حسب نسب یا منصب کی بڑائی جتانے کی خاطر کرتا ہے اور یہ سراسر تکبّر ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبّر ہو اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں داخل نہیں فرمائے گا۔[1]

علاوہ ازیں ب کسی کی تحقیر کی جاتی ہے تو اسے اذیت پہنچتی ہے اور ہمارے دین نے دوسروں کو اذیت پہنچانا حرام قرار دیا ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح دوسروں کی تحقیر کرنے سے باہمی محبّت بھی ختم ہو جاتی ہے، انسان اس کے ذریعے اپنے نیک اعمال کو بھی ضائع کر بیٹھتا ہے نیز اللہ کے بندوں کو حقیر جاننا جاہلیت والا عمل ہے اور اس جاہلیت کا ارتکاب کر کے انسان اللہ کی نظر میں مبغوض بن جاتا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے۔

یاد رکھئے! مال کی عمومی طور پر تقسیم اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ہوتی ہے وہی جس کا رزق چاہتا ہے تنگ یا کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے لیکن

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ

اس نے مال کو عزت کا مدار نہیں بنایا بلکہ...... اس نے تقویٰ کو عزت کا معیار ٹھہرایا ہے۔[۱]

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام اور معلّمِ انسانیت ﷺ نے ہمیں غریبوں سے محبّت کرنا سکھایا ہے نہ کہ ان سے نفرت و حقارت سے پیش آنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ ہے: مسلمان، مُسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل ورُسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے۔[۲]

نیز ہمیں مالی طور پر پسماندہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اس وجہ سے کہ اسلام کی تعلیم ہی یہی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اللہ کریم نے ہمیں مال و دولت سے نوازا ہے اس کی یہ نعمت ہمیشہ ہم پر قائم رہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا تھا: تم اپنے ہاں سے ضُعَفاء (مالی یا بدنی طور پر کمزور لوگ) تلاش کرکے لایا کرو...... سُن لو کہ تمہیں اپنے اِن ضعفاء کی بدولت رزق عطا کیا جاتا ہے۔[۳]

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مال داری کے باعث کسی نادار شخص سے اپنے کو افضل جانا تو رسولِ رحمت ﷺ نے اصلاح کے طور پر یہی فرمایا تھا کہ تمہیں ان فقراء و ضعفاء کی بدولت رزق عطا کیا جاتا ہے یعنی ان کو حقیر نہ جاننا چاہئے۔[۴]

ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ضعفاء، فقراء جب دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ

---

[۱] قولہ تعالیٰ: ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ سورہ حجرات: ۱۳

[۲] صحیح مُسلم، کتاب البر والصلۃ، باب: تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ

[۳] جامع ترمذی، کتاب الجہاد، باب: الاستفتاح بصعالیک المسلمین

[۴] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب: من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب

کو ان پر ترس آتا ہے اس وجہ سے جو لوگ ان کی خبر گیری کرنے والے ہوتے ہیں اللہ کریم اُن لوگوں کو وافر رزق اور بکثرت نعمتوں سے نوازدیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان غرباء اور نادار لوگوں کی قدر کرنی چاہئے یہ اللہ کے ہاں پسندیدہ اور آخرت میں حساب کے لحاظ سے ہلکے پھلکے ہوں گے ان سے نفرت کرنے سے ہماری نعمتوں کو دَوام نہیں زوال ملے گا ان سے محبّت کرنے اور ان پر خرچ کرنے سے ہمارے مال و دولت کو فنا نہیں بلکہ بقا حاصل ہوگی۔

یاد رکھئے! جو کسی کو سہارا دیتا ہے اسے مُصیبت کے وقت سہارا دیا جاتا ہے جو کسی کے کام آتا ہے اللہ اس کے کام آتا ہے اور جو کسی کی مدد میں لگتا ہے تو اللہ کریم اس کی مدد میں لگ جاتا ہے اور جو مخلوقِ خدا پر رحم کھاتا ہے اللہ یقیناً اس پر رحم کھاتا ہے۔

☆☆☆

حصولِ برکت کے لیے ⑮ آزمودہ چیزیں

① سوال نہ کیا جائے

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا۔ تو آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے دے دیا۔ پھر فرمایا کہ اے حکیم یہ مال سر سبز و شاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے۔ تو اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے تو اس میں برکت نہیں رہتی اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ مال نہیں لوں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو (وظیفہ) دینے کے لئے بلاتے، تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو (وظیفہ) دینے کے لئے بلایا تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال میں سے حکیم کا حق اس کے

سامنے پیش کر چکا ہوں، لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کچھ بھی قبول نہ کیا یہاں تک کہ وفات پائے۔ [۱]

(۲) اہلِ تقویٰ سے دعا کرائی جائے

خادمِ رسولِ مقبول ﷺ، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لائے، وہ آپ کے پاس کھجور اور گھی لے کر آئیں۔ آپ نے فرمایا کہ گھی اور کھجوریں واپس برتنوں میں رکھ دو اس لئے کہ میں تو روزہ سے ہوں۔ پھر گھر کے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے اور فرض کے سوا یعنی نفل نماز پڑھی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صرف میرے لئے ہی دعا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور کس کے لئے؟۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اپنے خادم انس کے لئے بھی دعا کریں۔ تب آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی جس کی ان کے لئے دعا نہ فرمائی ہو۔ آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ! اس کو مال اور اولاد عطا کر اور اس کو خوب برکت عطا فرما! [۲]

(۳) تجارت میں عیب دار مال اور جھوٹ سے گریز

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور فرمایا: اگر دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے

[۱] صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب استعفاف عن المسالۃ
[۲] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندہم

کچھ چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ [۱]

④ مال بیچتے ہوئے قسم کھانے سے گریز کریں

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قسم سے مال تو بک جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے۔ [۲]

⑤ ناپنے اور گننے کا اہتمام اچھا ہے

سیّدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنا غلہ ناپ لیا کرو تمہارے لئے برکت کی جائے گی۔ [۳]

⑥ نیکی کے مصارف میں خوب خرچ کیا جائے

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم پر اپنے بعد صرف ان چیزوں کا خوف کرتا ہوں جو دنیا کی کشادگی کے باعث تمہیں ملیں گی۔ اس کے بعد آپ نے دنیا کی نعمتوں کا ذکر کرنا شروع کیا، اور یکے بعد دیگرے بیان کرتے چلے گئے پھر ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا خیر یعنی مال سے شر و فساد پیدا ہو گا؟ رسول اللہ نے اس کو جواب نہ دیا۔ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، سب لوگ اس طرح خاموش تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو جو جنبش سے اڑ جائے گا۔ کچھ وقفہ کے بعد آپ نے اپنے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھا اور ارشاد فرمایا: وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہی تین مرتبہ فرمایا: سنو! بیشک خیر برائی پیدا نہیں کرتا،

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین

[۲] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: یمحق اللہ الربٰو ویربی الصدقات

[۳] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما یستحب من الکیل

موسم بہار کا سبزہ اگرچہ خوشگوار ہے لیکن کبھی کبھی فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے یا موت کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ جو جانور اس سبزہ کو اتنا کھائے کہ جب اس کی کوکھ تن جائے، تو دھوپ میں جا پڑے اور وہیں پڑے پڑے جگالی کرے، لید کرے، پیشاب کرے اور پھر چرنا شروع کر دے اس کو ایسا سبزہ ہلاک نہیں کرتا۔ دنیا کا یہ مال ہرا بھرا ضرور ہے لیکن در حقیقت اسی مُسلمان کا مال اچھا ہے، جو حق کے ساتھ اس کو حاصل کرے، اور پھر مجاہدوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو دیتا رہے، اور جو شخص ناحق کسی کا مال اڑا لے، وہ اس بیمار کی طرح ہے، جو کتنا ہی کھائے، لیکن سیری نہیں ہوتی، ایسی دولت اس صاحب مال کے خلاف قیامت کے دن شہادت دے گی۔[۱]

⑦ خوبی دیکھ کر برکت کی دُعا دی جائے

حضرت ابوامامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہا رہے تھے۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب سے گزرے تو فرمایا میں نے آج تک ایسا آدمی نہ دیکھا۔ دوشیزاؤں کا بدن بھی تو ایسا نہیں ہوتا۔ تھوڑی ہی دیر میں سہل گر پڑے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور عرض کیا گیا ذرا سہل کو دیکھئے ابھی گر گئے ہیں۔ فرمایا تمہیں کس کے متعلق خیال ہے کہ (اس کی نظر لگی ہے ؟) لوگوں نے عرض کیا عامر بن ربیعہ کی۔ فرمایا آخر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے ؟ جو تم میں سے کوئی اپنے بھائی میں ایسی بات دیکھے جو اسے اچھی لگے تو اسکو چاہئے کہ بھائی کو برکت کی دعا دے۔[۲]

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ

[۲] سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العین

⑧ کھانے میں برکت کے لئے سُنت عمل

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ثرید کے درمیانی اوپر کے حصہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر اس کے ارد گرد سے کھاؤ۔ اس اوپر کے حصہ کو چھوڑے رکھو اس لیے کہ برکت اوپر سے آتی ہے۔ (بالکل اسے چھوڑ دینا مراد نہیں بلکہ اختتام پر اسے بھی کھایا جائے۔)[1]

⑨ کھانے کے آداب کا خیال رکھنا باعثِ برکت ہے

① حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ نہ پونچھے جب تک کہ انگلیاں چاٹ نہ لے اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔[2]

② حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کھانا کھا لیتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے کہ اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ نیز آپ نے حکم دیا کہ پلیٹ کو بھی (اچھے انداز سے) چاٹ لیا کرو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔[3]

③ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت (اور دولت) زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ جب صبح (یا شام) کا کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے (اور کلی کرے) اور جب دستر خوان اٹھایا جائے اس وقت بھی۔[4]

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب النہی عن الاکل من ذروۃ الثرید

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب لعق الاصابع

[3] جامع ترمذی، ابواب الاطعمۃ، باب ما جاء فی اللقمۃ تسقط

[4] سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الوضوء عند الطعام

⑨ سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم کھانا تو کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے آپ نے فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو، انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: تم لوگ اکٹھے کھانا کھایا کرو اور کھانے کے وقت اللہ کا نام لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے میں برکت ڈال دے گا۔ [1]

⑩ تجارت کے لئے دن کے ابتدائی وقت کی برکات

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! میری امت کو صبح کے وقت میں برکت عطا فرما دیجئے۔ [2]

حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ میری امت کو صبح کے وقت میں برکت دے دیجئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب آپ ﷺ نے کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرمانا ہوتا تو شروع دن میں روانہ فرماتے۔ راوی کہتے ہیں حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر آدمی تھے وہ اپنے تجارتی قافلے شروع دن میں روانہ کرتے تھے (اس سُنت پر عمل کرنے سے) وہ بہت مالدار ہوئے اور انکا مال خوب ترقی کر گیا۔ [3]

⑪ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کیجئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کیا کرو۔ اس سے

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمہ، باب الاجتماع علی الطعام

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب مایرجیٰ من البرکۃ فی البکور

[3] سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب مایرجیٰ من البرکۃ فی البکور

تمہارے لئے بھی برکت ہوگی اور گھر والوں کے لئے بھی۔[۱]

⑫ موسم کے پہلے پھل کے ساتھ حصولِ برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا

ترجمہ: اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھلوں، ہمارے شہر، ہمارے صاع اور ہمارے مد (ناپ تول کے پیمانے) میں برکت پیدا فرما۔

راوی کہتے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مجلس میں) جو چھوٹا بچہ نظر آتا اسے بلاتے اور وہ پھل اسے دے دیتے۔[۲]

⑬ صلہ رحمی، رزق اور عمر میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اسکی روزی میں برکت ہو اور عمر دراز ہو تو اسکو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (یعنی اپنے عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے)۔[۳]

⑭ دن کے آغاز میں برکت کی مسنون دعا مانگی جائے

سیّدنا ابومالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی صبح کو بیدار ہو تو یوں دعا مانگے:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ

---

[۱] جامع ترمذی، ابواب الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ

[۲] جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا رأی الباکورۃ من الثمر

[۳] سنن ابوداؤد، کتاب الزکوۃ، باب فی صلۃ الرحم

فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ

ترجمہ: ہم نے صبح کی اور اللہ کی ساری سلطنت نے صبح کی، اللہ سب جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے آج کے دن کی خیر، فتح و نصرت، اس دن کا نور اور اس کی برکت و ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس دن کے تمام شرور سے اور اس کے بعد والے دنوں کے) شر سے۔

(اور جب شام ہو تو بھی یہی کہے۔)[۱]

⑮ ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیجئے

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ (یہ ان صحابہ میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ میں شریک تھے) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نوکروں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنا برکت کا سبب ہے اور ان کے ساتھ بد اخلاقی کرنا شر کا باعث ہے۔[۲]

ooo

---

[۱] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح

[۲] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوک

مراجع

★ الطبقات الكبرى

المؤلف: محمد بن سعد أبو عبد الله البصري، الناشر: دار صادر بيروت۔ أجزاء: ٨

★ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي (المتوفى: ٩٨٥هـ)

الناشر: مؤسة الرسالة۔ عدد الأجزاء: ١٦

★ صفة الصفوة۔ ابن الجوزي

المؤلف: عبد الرحمن بن علي بن محمد أبو الفرج۔ الناشر: دار المعرفة بيروت۔ أجزاء: ٤

★ الإصابة في تمييز الصحابة

المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني دار الجيل بيروت الأجزاء: ٨

★ الجمع بين الصحيحين البخاري و مسلم

تأليف: محمد بن فتوح الحميدي۔ أجزاء ٤ دار النشر، دار ابن حزم۔ لبنان بيروت

★ الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه (صحيح البخاري)

المؤلف: محمد بن إسماعيل البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: ٢٥٦هـ)

★ الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم

المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: ٢٦١هـ)

★ سنن أبي داود

المولف: أ ابو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: ٢٧٥هـ)

سنن ابن ماجه:

المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، (المتوفى: ٢٧٣هـ)

* سنن البیهقی الکبری

المؤلف: أحمد بن الحسین بن علی البیهقی۔ الناشر: مکتبة دار الباز۔ مکة المکرمة

* سنن الترمذی

المؤلف: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی: ۲۷۹ھ)

* سنن الدارمی

المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن أبو محمد الدارمی الناشر: دار الکتاب العربی۔ بیروت

* سنن النسائی

المؤلف: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی ۔ المتوفی ۳۰۳ھ)

شعب الإیمان

المؤلف: أبو بکر أحمد بن الحسین البیهقی۔ الناشر دار الکتب العلمیة بیروت۔ أجز: ۷

* صحیح کنوز السنة النبویة

المؤلف: بار عرفان توفیق۔ النسخة التی نشرتها مکتبة مشکاة الإسلامیة

* صحیح و ضعیف الجامع الصغیر و زیادته

المؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی۔ الناشر: المکتب الإسلامی۔ عدد الأجزاء: ۱

* نضرة النعیم فی مکارم أخلاق الرسول الکریم ۔ صلی الله علیه وسلم

المؤلف: عدد من المختصین بإشراف الشیخ، صالح بن عبد الله بن حمید إمام و خطیب الحرم المکی۔ الناشر: دار الوسیلة للنشر و التوزیع، جدة

الطبعة: الرابعة۔ عدد الأجزاء: ۱۲ (۱۱ و مجلد للفهارس)

* تفسیر القرآن العظیم

المؤلف: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی: ۷۷٤ھ)

الناشر: دار طیبة للنشر و التوزیع۔ عدد الأجزاء: ۸

* الرحیق المختوم

المؤلف: صفی الرحمن المبارکفوری، الناشر: دار المؤید، الریاض

* المعجم الأوسط۔ الطبرانی۔ المؤلف: أبو القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی
الناشر: دار الحرمین۔ القاهرة، عدد الأجزاء: ١٠
* الروض الدانی۔ المعجم الصغیر
المؤلف: سلیمان بن أحمد بن یبوب أبو القاسم الطبرانی
الناشر: المکتب الإسلامی، دار عمار۔ بیروت، عمان۔ عدد الأجزاء:٢
* تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر
المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی العسقلانی (المتوفی: ٨٥٢ھ) دار التکب العمیة
* مسند الإمام أحمد حنبل
المؤلف: أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشیبانی۔ مؤسسة قرطبة۔ القاهرة۔ الأجزا: ٦
* جلاء الأفهام فی فضل الصلاة علی محمد خیر الأنام
المؤلف: محمد بن أبی بکر أبو عبد الله ابن قیم الجوزیة، الناشر: دار العروبة۔ الکویت
* جمع الجوامع أو الجامع الکبیر للسیوطی
* فقه السنة
المؤلف: سید سابق (المتوفی: ١٤٢٠ھ) دار الکتاب العربی بیروت لبنان۔ الأجزاء: ٣
* فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ عدد الأجزاء ١٣
المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الناشر: دار المعرفة بیروت، ١٣٧٩ھ
* سبل الهدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله
فی المبدأ والمعاد۔ المؤلف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی
دار الکتب العلمیة بیروت۔ لبنان۔ عدد الأجزاء: ١٢
* عمل الیوم واللیلة لابن السنی۔ الشیخ الإمام أبو بکر أحمد بن محمد بن إسحاق السنی
* حصن حصین، محمد بن الجزری
* شرح صحیح البخاری، لابن بطال

المؤلف: أبو الحسن علی بن خلف بن عبد الملك بن بطال البكری القرطبی

دار النشر: مكتبة الرشد السعودية الرياض۔ عدد الأجزاء ۱۰

* الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم

تألیف: محمد بن فتوح الحمیدی، عدد الأجزاء ٤ دار النشر، دار ابن حزم۔ لبنان بیروت

* ریاض الصالحین

المؤلف: الإمام النووی۔ الناشر: المكتب الإسلامی۔ بیروت

* إتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة

المؤلف: أحمد بن أبی بكر بن إسماعیل البوصیری

* الموطأ

المؤلف: مالك بن أنس الناشر: مؤسسة زاید بن سلطان آل نهیان۔ عدد الأجزاء: ۸

* الجامع لأحكام القرآن۔ تفسیر القرطبی

المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد الأنصاری شمس الدین القرطبی (المتوفی: ٦٧١ھ)

الناشر: دار الكتب المصرية۔ القاهرة۔ عدد الأجزاء: ۲۰ جزءا (فی ۱۰ مجلدات)

* علموا أولادكم محبة رسول الله

المؤلف: محمد عبده یمانی، الناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

مصنف کی دیگر کتب

- اولیاء اللہ کے اصلاحی واقعات
- سنہری کرنیں
- ہر واقعہ بے مثال
- بچوں کی دانائی
- حضور ﷺ کی بچوں سے محبت اور اُن کی تعلیم و تربیت
- خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ
- رسول اکرم ﷺ کی ۱۲۵ وصیتیں
- رسول اکرم ﷺ کی ۱۲۵ مسکراہٹیں
- امن کا سویرا

صدارتی ایوارڈ یافتہ
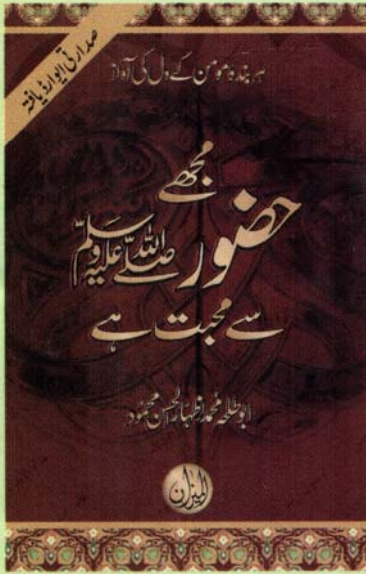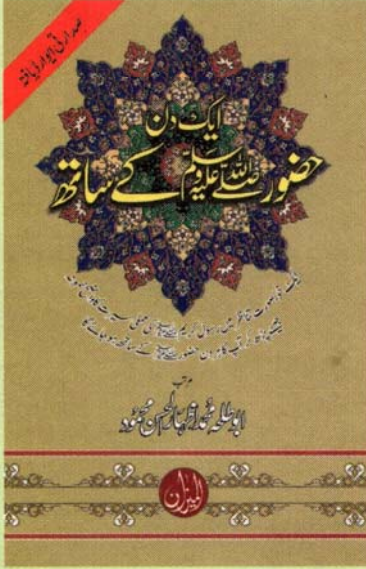
الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور۔ پاکستان
Ph.:042-37122981, 37212762
E-mail: info@almezaanpublishers.com
URL: www.almezaanpublishers.com

دینی کتب خانہ
نزد مرکزی جامع مسجد، بلاک نمبر ا جوہر آباد (ضلع خوشاب)
Ph.: 0454-722954 Mob.: 0300-6077954